ہفت روزہ
پاک جمہوریت
لاہور

صدر جنرل پرویز مشرف کی نشری تقریر کے اہم نکات

1- قبائلی علاقوں میں آپریشن میں صرف پاک فوج اور فرنٹیئر کور حصہ لے رہی ہیں۔ کوئی غیر ملکی فوج آپریشن میں ملوث نہیں ہے اور آپریشن صرف خطرناک دہشت گردوں کے خلاف کیا جا رہا ہے۔

2- پہلی مرتبہ موجودہ حکومت نے قبائلی علاقوں میں فلاحی کاموں کا آغاز کیا ہے۔ شمالی عالاقوں میں روزگار کی فراہمی اور سیاحت کے فروغ کے لئے تین ٹورسٹ روڈ بنائی جارہی ہیں۔ کاغان کو گلگت سے ملایا جارہا ہے۔

3- امن وامان اور فرقہ ورانہ دہشت گردی پر کافی حد تک قابو پالیا گیا ہے اور مستقبل میں اس میں مزید بہتری آئے گی۔

4- غربت اور بے روزگاری کے خاتمہ اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت نے ۱۴۴ ارب روپے رکھے ہیں اور یہ رقم بڑھ کر ۱۴۵ ارب روپے ہوسکتی ہے۔ اس سے ۴ نہریں، ۳ ڈیم، ۷ بڑی سڑکیں، گوادر پورٹ، انفارمیشن ٹیکنالوجی کے فروغ ہائیڈرل الیکٹرک جیسے منصوبوں پر کام جاری ہونے سے لاکھوں لوگوں کو نوکریاں ملیں گی۔ لاکھوں ایکڑ اراضی زیرِ کاشت آئیگی۔ ملک میں خوشحالی آئے گی اور غربت کا خاتمہ ہوگا۔

5- زکوۃ کے نظام میں بہتری آئی ہے، اربوں روپے غریبوں میں تقسیم کئے جارہے ہیں۔

6- معیشت کو مستحکم کرنے کے لئے فوڈ سپورٹ پروگرام چل رہا ہے۔ آئیندہ چار سالوں میں پورے ملک میں سڑکوں کا جال بچھادیا جائے گا اور گوادر پورٹ، انڈس ہائی وے، موٹروے، نیشنل ہائی وے، گومل زام ڈیم، میران شاہ ڈیم، منگلا چیریزی بھی مکمل ہوجائیں گے جس سے ملکی اقتصادی صورتحال مزید بہتر ہوجائے گی۔

7- ریلوے کی کوالٹی کو بہتر بنانے کے لئے ڈبل ٹریک کراچی سے پشاور تک ہوگا۔

8- ملک کے فارن ایکسچینج ریزروز آدھے ارب ڈالر سے سات ارب ڈالر ہوگئے ہیں

9- مقامی حکومتوں، الیکشن کمیشن، پبلک سروس کمیشن، سٹیٹ بنک اور مشترکہ کونسل کو آئینی تحفظ دیا جائے گا۔

10- مالیاتی اداروں کو مضبوط اور خودمختار بنانے کے لئے آئینی ترامیم کی جائیں گی۔

11- سیکورٹی کونسل میں صدر، وزیراعظم، اپوزیشن لیڈر، وزرائے اعلیٰ اور چار فوجی سربراہ شامل ہوں گے۔

12- موجودہ حکومت نے بیرونی قرضوں کا بوجھ ۳۸ ارب سے ۳۶ ارب روپے کردیا ہے اور اس میں مسلسل کمی آرہی ہے۔

کھول کر آنکھیں مرے آئینۂ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ
آزمودہ فتنہ ہے اک اور بھی گردوں کے پاس
سامنے تقدیر کے رسوائی تدبیر دیکھ

dfp

ہفت روزہ
پاک جمہوریت
لاہور

چیئرپرسن ساجدہ اقبال سید

مجلس ادارت
نذر محمد
نزہت یاسمین
محمد ضیاء آفتاب

سرکولیشن منیجر سید زاہد رضا

تزئین عزیز احمد ہمدانی

شمارہ نمبر 11 جلد نمبر 43

۳۰ جولائی تا ۵ اگست 2002ء

قیمت فی شمارہ =/5 روپے
سالانہ چندہ =/100 روپے

محکمہ تعلیم سے منظور شدہ

حکومت پنجاب، سندھ اور سرحد کے محکمہ تعلیم کی طرف سے سکولوں اور لائبریریوں کے لیے منظور شدہ

فون نمبر 6305316/6305906
فیکس نمبر 042-6366810
e.mail : dfp@isb.comsats.net.pak

آئینہ

حمد	محمد یاسین یوسف	۲
نعت	محمد مسعود اختر	۳
اسلام میں جانوروں کے حقوق	محبوب الرسول قادری	۴
علامہ اقبالؒ کی تحریر کردہ کتب ایک نظر میں	محمد کمیل قیصر ہاشمی	۶
نئی حج پالیسی برائے 2003ء	محمد ضیاء آفتاب	۸
قسمت افسانہ	عنبرین مظہر	۹
آبادی میں اضافہ اور ہماری معیشت	پاک جمہوریت فیچر سروس	۱۰
حادثات سے بچاؤ کے لیے تجاویز	محمد کمیل قیصر ہاشمی	۱۲
ملاقات گمشدہ کتاب	ندیم چوہدری	۱۳
نزلہ اور فلو	پاک جمہوریت فیچر سروس	۱۴
سرخ مرچ کی کاشت	بشکریہ عورت فاؤنڈیشن	۱۶
پھول اور ہماری زندگی	میاں محمود احمد	۱۷
پائیدار وفاقی جمہوریت کا قیام	پاک جمہوریت فیچر سروس	۱۹
اصلاح معاشرہ	ریحانہ غفار	۲۰
ماں کے دودھ کی اہمیت		۲۱
وہ ننھی چڑیا جو نیک کام کرتی ہے	آمنہ شوکت	۲۲
لطائف	ضوریز اختر	۲۳
فرمان قائدؒ		۲۴

ادارہ مطبوعات پاکستان نے کوثر یزدانی اور زلا پبلشرز اینڈ پرنٹرز 1- نزر روڈ لاہور سے چھپوا کر A-32 حبیب اللہ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

حمد

نجمہ یاسمین یوسف

تیرے نغمے سنے میں نے پہاڑی آبشاروں میں
جھلک تیری نظر آئی فلک کے چاند تاروں میں

کہیں بن کے نزاکت پھول سے تو آشکارہ ہے
کبھی آیا نظر بن کے محافظ مجھ کو خاروں میں

عیاں شانِ جلالی تیری پر ہیبت پہاڑوں سے
ہے سجدہ ریز میری انکساری سبزہ زاروں میں

جو کی ہے جستجو تیری تو پایا لامکاں تجھ کو
مگر اکثر کبھی پایا تو پایا غم کے ماروں میں

کیا آراستہ دنیا کو کُن کے اک اشارے سے
بھرا ہے کیا کیا مولا تو نے رنگ سارے نظاروں میں

لٹا دے راہ میں تیری میسر اس کو جو آئے
الٰہی یاسمین کو رکھنا اپنے جاں نثاروں میں

نعت

محمد مسعود اخترؔ

نعت کہنا میری قسمت کرنا
ختم ہے ان پہ سخاوت کرنا

اور بینائی کا مصرف کیا ہے
سبز گنبد کی زیارت کرنا

دور طیبہ سے تڑپنا دل کا
ہجر لمحوں میں عبادت کرنا

اک نمونہ ہے تیری سیرت کا
سنگ باروں سے مروّت کرنا

سوئے طیبہ ہوں اڑانیں جن کی
ان پرندوں سے محبت کرنا

نعت کہنی ہے مجھے یا مولا
حرف پر نور عنایت کرنا

میرے آقا کی عطا ہے اخترؔ
اس نئے رنگ میں مدحت کرنا

☆☆☆

اسلام میں جانوروں کے حقوق

محبوب الرسول قادری

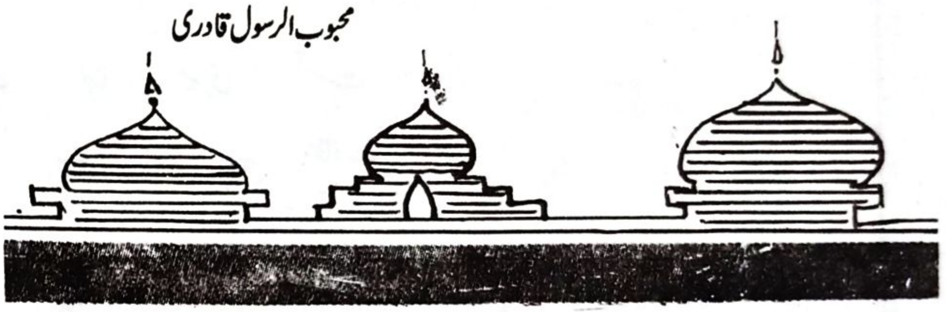

اسلام دین فطرت ہے اور زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے حقوق و فرائض کا تعین جس قدر اسلام نے کیا ہے دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اس کا اہتمام نہیں کر سکا۔ اسلام نے تو جانوروں تک کو ان کے حقوق عطا فرمائے۔ آج حقوق انسانی کے تحفظ کے نام نہاد ٹھیکیداروں کو اسلام کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اگر اہل اسلام خود بھی اسلامی تعلیمات کا باریک بینی سے مطالعہ کریں تو انہیں اسلام کی حقیقی روح سے شناسائی ہوگی اور وہ مقصد حیات کو پالیں گے۔ اسی میں رب کریم اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی اور معرفت و پہچان کا راز مضمر ہے۔ اسلام نے انسان تو انسان، جانوروں کو اذیت پہنچانے سے بھی سختی کے ساتھ منع کیا اور ان کی بہتری کی طرف راہنمائی کی ہے۔ پاکستان میں خصوصاً محکمہ ''تحفظ جنگلی حیات'' کا فرض ہے کہ وہ ان تعلیمات کو عام کرنے کے لئے اپنا فرض ادا کرے۔ جانوروں کو لڑانا، جنگلی پرندوں کو بلاوجہ قید کرنا، محض تفریح کے لئے بلاضرورت شکار کرنا، ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادنا، ان کے لئے کھانے پینے کا مناسب انتظام نہ کرنا اور ان پر ظلم کرنا سخت گناہ ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔

ساڑھے چودہ صدیاں پہلے دربار رسالت سجا تھا۔ صحابہ کرامؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھے آپ کے نوری مکھڑے کی زیارت سے فیض یاب ہو رہے تھے اور آپؐ کی مقدس باتوں سے اپنی اصلاح کا سامان کر رہے تھے۔ موضوع گفتگو ''انسان کا جذبۂ شفقت و رحم'' تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایک شخص جنگل سے گذر رہا تھا، گرمیوں کا موسم اور دوپہر کا وقت تھا۔ اس شخص کو پیاس لگی تو ایک کنویں پر پہنچا، پیاس کی شدت، موسم کی حدت کے سبب سے مزید بڑھتی جا رہی تھی مگر کنویں میں نہ ڈول تھا اور نہ ہی رسی و زنجیر، چارو ناچار پیاسا شخص کنویں میں اترا، پانی پیا اور بڑی مشکل سے باہر نکل آیا۔ باہر آیا ہی تھا کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو دیکھا جو ابھی ابھی وہاں پہنچا تھا۔ اس مسافر نے سوچا کہ اس کتے کو جو بہرحال اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ ۔ ۔ بھی پانی پلانا چاہیے لیکن اس کی کوئی تجویز بن نہیں رہی تھی۔ ادھر پیاسا کتا کنویں کے کنارے پر موجود کیچڑ کو چاٹ کر پیاس بجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ شخص دوبارہ کنویں میں اترا اور اس نے اپنے جوتوں میں پانی ڈالا اور باہر لا کر پیاسے کتے کو پلایا۔ اب کتا خوش ہوگیا اور دم ہلاتا ہوا واپس لوٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کے ساتھ اس شخص کے شفقت آمیز اس رویے پر اس قدر پیار آگیا کہ رب کریم نے اس کے گناہ معاف کر دیئے اور اسے نجات کا پروانہ عطا فرما دیا۔'' اس ساری گفتگو کو سننے والے صحابہ کرامؓ کی دلچسپی اور زیادہ بڑھ چکی تھی اور انہوں نے تجسس بھرے لہجے میں پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جانوروں پر رحم کرنے سے بھی ثواب ملتا ہے''؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک جانوروں پر رحم کرنا، اجر و ثواب کا موجب ہے''

(مسند احمد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادنے اور مشقت لینے سے بھی منع فرمایا ہے۔ بخاری شریف میں ارشاد نبویؐ ہے کہ ایک شخص بیل پر سوار ہو کر دوسری جگہ جا رہا تھا۔ اچانک بیل نے مڑ کر اس شخص کو دیکھا اور پکار کر کہا کہ ''میں سواری کے لئے نہیں بلکہ کھیتی باڑی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔''

ابوداؤد شریف میں حدیث نبویؐ ہے کہ ''ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دبلے پتلے اونٹ کو دیکھا جو بہت کمزور ہو چکا تھا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان بے زبان جانوروں کے معاملے میں خدا سے ڈرو، ان پر سوار ہوتے ہو تو ان کو اچھی حالت میں رکھو اور اگر ان کا گوشت کھاتے ہو تو ان کو اچھی حالت میں رکھ کر کھاؤ۔''

ابوداؤد اور مشکوٰۃ دونوں میں روایت موجود ہے کہ ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ اچانک شور اٹھا کہ اونٹ بھاگم بھاگ آرہا ہے، لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آتے ہی گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ اس کا تعاقب کرنے والے ڈھیر سارے افراد بھی آگئے۔

پیغمبر امن و رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست شفقت اس اونٹ کے سر اور پشت پر پھیرا تو گویا اسے عجیب راحت وسکون مل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر لوگوں نے بتایا کہ یہ اونٹ اب بوڑھا ہوگیا ہے کام کاج کے قابل نہیں لہٰذا اب ہم اسے ذبح کر کے اس کا گوشت کھانا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ اونٹ بھی مجھے یہی بات بتا رہا ہے اب تم اس طرح کرو کہ چونکہ اس اونٹ نے طویل عرصہ تمہاری خدمت کی ہے۔ اس لئے اب کچھ عرصہ تم بھی اس کی خدمت کرو۔'' سبحان اللہ! جب یہ منصفانہ اور حکیمانہ ارشاد گرامی انہوں نے سنا تو سر تسلیم خم کر دیا اور اونٹ کو چرنے کے لئے آزاد کر دیا۔

عہد قدیم میں چونکہ جہالت عام تھی بلکہ سارا ماحول جہالت سے اَٹا تھا تو بے وقوف ظالم لوگ جب چاہتے زندہ دنبے کی چکی کاٹ لیتے اور بھون کر کھا جاتے یا جب خیال آتا اونٹ کی کوہان سے گوشت کاٹ لیتے اور مزے اڑاتے۔ اسلام نے اس برے فعل کی شدید مذمت کی لہٰذا ترمذی شریف میں ارشاد نبویؐ مرقوم ہے کہ ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندہ جانوروں کے جسم سے اس طرح کاٹے جانے والے گوشت کو مردار قرار دیا اور فرمایا کہ یہ حرام ہے۔'' نسائی و مسلم شریف میں ارشاد نبویؐ ہے کہ ''جانوروں کو مثلہ کرنے (ان کا کوئی عضو کاٹنے) والے پر لعنت ہے۔'' غور فرمایئے کہ اسلام نے کس طرح جانوروں کے حقوق کا تحفظ کیا اور اس وقت جب ان مظالم کو برا نہیں بلکہ ثقافت خیال کیا جاتا تھا اس وقت نشانہ بازی کے لئے بھی جانوروں کو استعمال کیا جاتا تھا یعنی کسی جگہ مرغ، بکری کے بچے یا کسی بھی جانور کو باندھ دیا جاتا اور پھر تیر اندازی کی جاتی۔ بے چارے جانور تیر لگنے سے تڑپ تڑپ کر مر جاتے اور ظالم تیر انداز خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے شادیانے بجاتے۔ اسلام نے اس قبیح فعل کی شدید مذمت کی اور ایسے جانوروں کے گوشت کو بھی حرام قرار دیا بلکہ آپؐ نے تو بلا ضرورت ذبیحہ کی بھی ممانعت فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ''جو شخص ایک چڑیا کو بھی بلا ضرورت مارے گا۔ یوم حشر وہ چڑیا بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرے گی کہ فلاں شخص نے مجھے بلا ضرورت مارا تھا' حالانکہ اس میں اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔'' (نسائی)

''جلیل القدر صحابیؓ رسولؐ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گذرے تو آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ جمع ہیں درمیان میں ایک مرغی بندھی ہوئی ہے اور نوجوان اس پر اپنا نشانہ لگا رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو غصہ آ گیا آپ آگے بڑھے مرغی کو آزاد کر دیا اور ان نوجوانوں کو پکڑ لیا ان کے گھر لے گئے اور ان کے والدین سے شکایت کی اور ساتھ ہی فرمایا کہ تم لوگ ان نوجوانوں کو نہیں سمجھاتے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح جانوروں پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے'' (بخاری شریف)

اسی طرح آج کل بھی ایک بری رسم ہمارے معاشرے میں موجود ہے کہ تیتر' بٹیر اور مرغ لڑائے جاتے ہیں۔ تیتروں کی ''چکری'' ہوتی ہے اس سلسلے میں بعض علاقوں میں تو باقاعدہ طور پر اشتہار چھپتے ہیں' منادی ہوتی ہے ''ٹورنامنٹ'' منعقد ہوتے ہیں اور پھر جانوروں کو آپس میں لڑا کر یہ ظالمانہ کھیل کھیلا جاتا ہے۔ اس سے ان جانوروں کو زخم آتے ہیں' ان کی آنکھیں نکل جاتی ہیں۔ بعض موقع پر مر جاتے ہیں ان کو تڑپتے دیکھ کر ظالم دیکھنے والے خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ انعام پاتے ہیں اور شرطیں لگائی جاتی ہیں۔ یاد رہے کہ اسلام میں ایسے ظالمانہ کھیل کی کوئی گنجائش نہیں۔ ابوداؤد میں حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''تفریح کے لئے جانوروں کو لڑانا جائز نہیں'' بلکہ بخاری شریف میں تو ارشاد نبویؐ ہے کہ ''پتھر اور غلیل سے کیا جانے والا شکار درست نہیں فرمایا کہ اس طرح شکار کیا ہوا جانور زخمی ضرور ہوگا۔''

مسلم شریف میں آپؐ کا ارشاد گرامی مرقوم ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض کیا ہے۔ اس لئے جب تم لوگ کسی جانور کو مارو تو اچھے طریقے سے مارو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ تم میں سے ہر شخص اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے'' سبحان اللہ کس قدر باریک بینی سے ہر معاملے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے راہنمائی فرمائی ہے اگر اب بھی ہم ان معاملات میں خیال نہ رکھیں تو ہم قصوروار ہیں کیونکہ اسلامی تعلیمات تو بطریق احسن کھل کر بیان فرمائی گئی ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاوجہ جنگلی پرندوں کو پکڑنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ ''ایک مرتبہ کسی صحابیؓ نے چڑیا کے دو بچے پکڑ لئے۔ بچوں کی محبت میں چڑیا اس کے سر پر منڈلانے لگی جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا کہ اس کے بچوں کو کس نے پکڑا ہے کہ یہ اس قدر بے قرار ہوگئی ہے؟ فوراً اس کے بچے واپس کر دو۔'' (مسلم' بخاری)

بخاری شریف میں ہی واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ''ایک غزوہ کے موقع پر کسی شخص نے ایک رومال میں لپٹی کوئی چیز بارگاہ رسالتؐ میں پیش کی۔ جب آپؐ نے رومال ہٹایا تو دیکھا کہ ایک فاختہ ہے اور اس کے پروں کے نیچے دو بچے ہیں۔ آپؐ نے صحابیؓ سے دریافت فرمایا تو وہ کہنے لگا کہ میں جنگل سے گذر رہا تھا میں نے ایک جھاڑی میں ان بچوں کو دیکھا مجھے یہ بھلے لگے میں نے انہیں پکڑ لیا۔ اسی اثناء میں دیکھا کہ میرے سر پر یہ فاختہ پھڑ پھڑانے لگی میں نے اسے بھی پکڑ لیا اور رومال میں ڈال کر لے آیا ہوں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو آپؐ آبدیدہ ہوگئے اور ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد

فرمایا کہ"ان کو بے گھر کر کے تم نے اچھا نہیں کیا جاؤ اور جس جگہ سے لائے ہو وہیں واپس پہنچا آؤ"

انہوںؓ نے فوراً ارشاد کی تعمیل کی۔ ایک مرتبہ سفر کے دوران صحابہؓ نے اپنا چولہا کسی ایسی جگہ گرم کرنا شروع کر دیا جہاں چیونٹیوں کے بل تھے۔ آپؐ نے دیکھا تو سختی سے منع فرمایا کہ"آگ بجھاؤ اس سے چیونٹیوں کو تکلیف ہو گی وہ جل جائیں گی۔" صحابی رسولؐ حضرت عدی بن حاتمؓ جیسے لوگ بچی کھچی روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے چیونٹیوں کو ڈالتے اور فرماتے کہ"یہ بھی ہمارے ہمسائے ہیں ان کا بھی ہم پر حق ہے۔" مشغلے کے طور پر محض شوق کے لئے پرندے پکڑنا' ان کے پر کاٹ دینا' دُم کاٹ دینا تا کہ اُڑ نہ جائیں یہ بھی روا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا ہے۔ ایک عبرتناک واقعہ ملاحظہ کیجئے کہ"ایک عورت نے بلی پالی اسے باندھ دیا۔ اس کی خوراک وغیرہ کا خاص خیال نہ رکھا اور وہ بیچاری اسی حال میں مر گئی' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بلی کو باندھ کر اس کی خدمت نہ کرنے کی وجہ سے اس بڑھیا کو یہ سزا ملی کہ جہنم اس کا ٹھکانہ بنا۔" (بخاری) اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین مولانا حالی نے سچ کہا ہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

علامہ اقبال کی تحریر کردہ کُتب ایک نظر میں

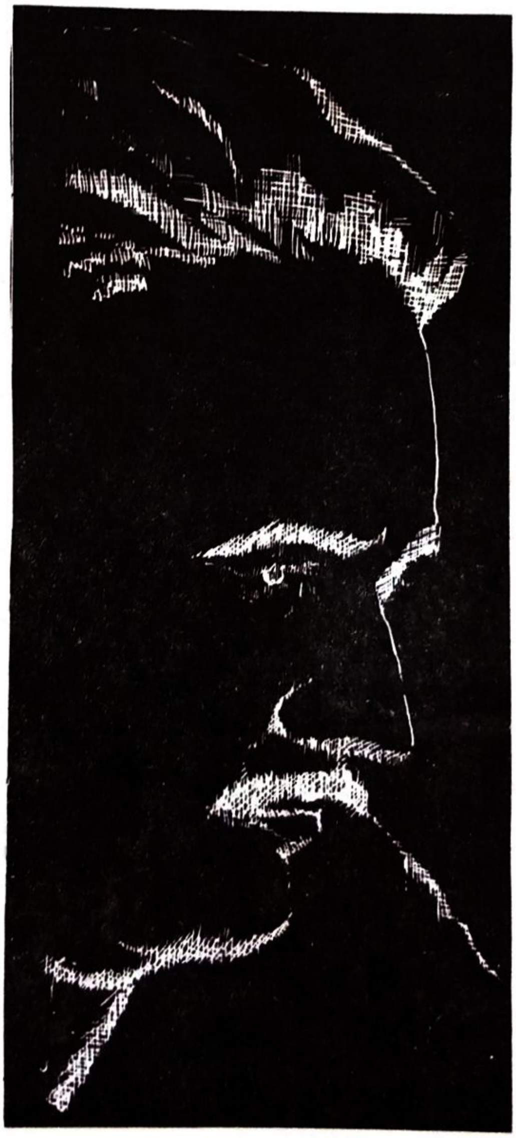

محمد سہیل قیصر ہاشمی

علم الاقتصاد

1۔ علامہ اقبال کی یہ پہلی تصنیف ہے۔

2۔ یہ اردو زبان میں لکھی گئی۔

3۔ یہ کتاب علامہ اقبال نے پروفیسر آرنلڈ کی تحریک پر لکھی۔

4۔ یہ کتاب لکھنے میں علامہ شبلی نعمانی نے علامہ اقبال کی راہنمائی کی۔

5۔ اس کتاب کے کل پانچ حصے ہیں۔

6۔ اس کتاب کے کل بیس ابواب ہیں۔

7۔ یہ علم معاشیات پر اردو میں لکھی جانے والی پہلی کتاب ہے۔

8۔ یہ کتاب پہلی بار 1953ء میں شائع ہوئی۔

اسرارِ خودی

1۔ اسرارِ خودی علامہ اقبال کا پہلا شعری مجموعہ ہے۔

2۔ یہ فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔

3۔ علامہ اقبال نے اس کو 1910ء میں لکھنا شروع کیا۔

4۔ اس کا دیباچہ بھی علامہ اقبال نے خود ہی لکھا ہے۔

5۔ اطاعتِ الٰہی ، ضبطِ نفس ، نیابتِ الٰہیہ اس کے موضوع ہیں۔

6۔ یہ کتاب پہلی بار 1915ء میں شائع ہوئی۔

7۔ اسرارِ خودی میں کل 1820 اشعار ہیں۔

8۔ اسرارِ خودی کا اردو میں ترجمہ ترجمان اسرار کے نام سے جسٹس ایس اے رحمان نے کیا۔

9۔ اس کا انگریزی میں ترجمہ پروفیسر نکلسن نے کیا۔

10۔ اس کا پنجابی ترجمہ اسرارِ رموز کے نام سے خلیل

آتش نے کیا۔

رموزِ بے خودی

1۔ یہ اصل میں اسرارِ خودی کا ہی دوسرا حصہ ہے۔

2۔ یہ پہلی دفعہ 1918ء میں شائع ہوئی۔

3۔ اس میں کل 1076 اشعار ہیں۔

4۔ اسرار و رموز کے نام سے ان دونوں کا مجموعہ 1940ء میں شائع ہوا۔

5۔ رموزِ بے خودی کا عربی ترجمہ عبدالوہاب عزام نے اور پشتو ترجمہ سمندر خان سمندر نے کیا۔

6۔ یہ فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔

پیامِ مشرق

1۔ یہ علامہ اقبال کے فارسی کلام کا تیسرا مجموعہ ہے۔

2۔ یہ علامہ اقبال نے گوئٹے کے پیامِ مغرب کے جواب میں مرتب کیا۔

3۔ "پیامِ مشرق" پہلی بار 1923ء میں شائع ہوئی۔

4۔ یہ پانچ حصوں پر مشتمل ہے۔

5۔ اس کے پہلے حصہ میں رباعیات ہیں اس حصے کا نام "لالہ طور" ہے۔

6۔ دوسرے "باقی" نامی حصے میں غزلیات ہیں۔

7۔ "نقشِ فرنگ" اور "خردہ" اس کے چوتھے اور پانچویں حصے کا نام ہے۔

8۔ اس کا ترجمہ عبدالرحمٰن طارق نے اردو میں "روحِ مشرق" کے نام سے "رسالۂ مشرق" کے نام سے مولانا مسعود عالم ندوی نے عربی میں اور جرمن میں اس کا ترجمہ ڈاکٹر این میری شمل نے کیا ہے جبکہ پشتو زبان میں شیر محمد مینوش نے کیا ہے۔

9۔ اس کے کل اشعار کی تعداد 1017 ہے۔

بانگِ درا

1۔ علامہ اقبال کا پہلا اردو شعری مجموعہ ہے۔

2۔ یہ پہلی بار 1924ء میں شائع ہوئی۔

3۔ اس کا دیباچہ سر عبدالقادر نے لکھا ہے۔

4۔ اس کی پہلی نظم ہمالہ ہے۔

5۔ اس اردو مجموعے میں ایک فارسی غزل شاعر کے عنوان سے ہے۔

6۔ بانگ درا میں بچوں کے لئے سات نظمیں ہیں۔

7۔ علامہ اقبال کی زندگی میں بانگِ درا کے تین ایڈیشن شائع ہوئے۔

8۔ بانگ درا میں کل اشعار 2465 ہیں۔

9۔ بانگِ درا کا پشتو ترجمہ راحت زاخیلی نے کیا ہے۔

زبورِ عجم

1۔ اس میں کل چار حصے ہیں۔

2۔ یہ فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔

4۔ یہ پہلی دفعہ 1927ء میں شائع ہوئی۔

5۔ علامہ اقبال نے پہلے اس کا نام "زبورِ عجم" کی بجائے زبورِ جدید تجویز کیا تھا۔

6۔ اس کے کل اشعار کی تعداد 2234 ہے۔

7۔ اس کا انگریزی ترجمہ آرتھر جے آربری نے اور پشتو میں ایس ایم تکمیل الحق نے کیا تھا۔

جاوید نامہ

1۔ یہ فارسی زبان میں ہے۔

2۔ اسے علامہ اقبال نے 1929ء میں لکھنا شروع کیا۔

3۔ اس کا دیباچہ صرف دو اشعار پر مشتمل ہے۔

4۔ اس کا نام علامہ اقبال نے جاوید اقبال کی مناسبت سے رکھا۔

5۔ یہ پہلی بار 1232 میں شائع ہوئی۔

6۔ مناجات، تمہید آسمانی، تمہید زمینی اور خطاب بہ جاوید اس کے خاص عنوانات ہیں۔

7۔ اس کا پشتو ترجمہ امیر حمزہ نے کیا ہے۔

بالِ جبریل

1۔ یہ علامہ اقبال کا دوسرا اردو شعری مجموعہ ہے۔

2۔ یہ پہلی دفعہ 1935ء میں شائع ہوا۔

3۔ اس کا نام پہلے "نشانِ منزل" تجویز ہوا تھا۔

4۔ این میری شمل نے اس کا جرمن میں ترجمہ کیا ہے۔

5۔ اسے سب سے پہلے شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے شائع کیا۔

ضربِ کلیم

1۔ یہ علامہ اقبال کا تیسرا اردو شعری مجموعہ ہے۔

2۔ "صورِ اسرافیل" پہلے اس کا نام تجویز ہوا تھا۔

3۔ اس کے چھ عنوانات ہیں۔

4۔ فارسی میں اس کا ترجمہ خواجہ عبدالحمید عرفانی نے کیا ہے۔

پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

1۔ علامہ اقبال نے یہ مثنوی مسولینی کے حبشہ پر قبضہ کے موقع پر لکھی۔

2۔ یہ کل 531 اشعار پر مشتمل ہے۔

3۔ یہ 1936ء میں شائع ہوئی۔

4۔ اس کا اردو ترجمہ حکمت کلیمی کے عنوان سے 1955ء میں شائع ہوا۔

ارمغانِ حجاز

1۔ یہ کتاب اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں ہے۔

2۔ یہ مجموعۂ کلام علامہ اقبال کی وفات کے بعد شائع ہوا۔

3۔ یہ پہلی بار نومبر 1938ء میں شائع ہوا۔

4۔ اس کا مطلب حجاز کا تحفہ ہے۔

5۔ اس کے فارسی حصے میں 394 رباعیاں ہیں۔

6۔ اس کے اردو حصے میں 12 نظمیں اور 13 رباعیات ہیں۔

7۔ اس کا فارسی حصہ تین چوتھائی کے قریب ہے۔

8۔ اس کا پنجابی ترجمہ عبدالغفور اظہر نے کیا ہے۔

آبادی میں اضافہ اور ہماری معیشت

پاک جمہوریت فیچر سروس

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کائنات کے پورے نظام کو ایک توازن پر قائم رکھا ہے جس میں سورج، چاند، ستارے، دن، رات، سمندر، خشکی الغرض کہ سارا عالم ایک توازن پر قائم ہے اور اگر اس توازن میں ذرہ برابر بھی کمی بیشی ہو تو اس دنیا کا وجود برقرار نہیں رہے گا کیونکہ کسی بھی چیز کی کمی یا زیادتی نقصان دہ ہے اور ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی توازن اور میانہ روی کو زندگی کی اساس قرار دیتے ہوئے اسے ہر شعبہ زندگی میں اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی ہے تاکہ زندگی کے کسی بھی نازک موڑ پر کسی بھی خطرے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ لہٰذا ہمیں بحیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کے حکم کو حرف آخر سمجھتے ہوئے ان پر حقیقی معنوں میں عمل پیرا ہونا چاہئے تاکہ مستقبل میں پیش آنے والی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ہمارے ملک میں گذشتہ 55 سالوں میں صرف آبادی میں ہی اضافہ ہوا ہے اس کے برعکس زندگی کے دیگر شعبوں میں کوئی خاص ترقی نہیں ہوسکی یہی وجہ ہے کہ آج ہمارا شمار ترقی پذیر ممالک اور اقوام کی فہرست میں ہی ہوتا ہے اور قوم کی اکثریت کو زندگی کی بنیادی ضروریات تک بھی رسائی ممکن نہیں ہوسکی۔ غربت اور بے روزگاری میں بھی روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے جو ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ہمارے یہاں بدقسمتی رہی ہے کہ حکومت کا کوئی بھی ترقیاتی منصوبہ یا سکیم جو عوامی فلاح و بہبود اور ترقی کی خاطر شروع کی گئی وہ مقررہ مدت میں اپنی ترجیحات کے مطابق پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکی اور اگر وہ سکیم جیسے تیسے مکمل ہو بھی جائے تو آبادی میں بے ہنگم اضافے کی وجہ سے عوام اس سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھا سکتے، کیونکہ کوئی بھی سکیم مقامی آبادی کی تعداد کو مدنظر رکھ کر شروع کی جاتی ہے لیکن اس کی تکمیل تک آبادی میں مزید افراد کا اضافہ ہو چکا ہوتا ہے جس کی وجہ سے منصوبہ اپنی افادیت کھو بیٹھتا ہے اور بالآخر حکومت کے لاکھوں، کروڑوں روپے ''آبادی میں اضافے'' پر قابو پانے کے مسئلے کی نذر ہو جاتے ہیں اور عوام بھی بیچارے سالہا سال بنیادی سہولتوں سے محروم زندگی گزارنے پر مجبور ہیں جو کہ موجودہ دور کا ایک بہت بڑا المیہ ہے۔

آبادی میں بے ہنگم اضافے کی وجہ سے ہماری ملکی معیشت صحیح خطوط پر استوار نہیں ہوسکی۔ جس کی وجہ سے غربت میں انتہائی اضافہ ہوا اور اہل فکر و دانش کی نظر میں بیروزگاری اور مہنگائی میں اضافہ کا بنیادی سبب بھی آبادی میں اضافہ ہے اس ''اضافے'' کی وجہ سے بہت سی معاشرتی بیماریاں بھی جنم لے رہی ہیں چوری، ڈکیتی، راہزنی، قتل و غارت اور دہشت گردی جیسی وارداتوں کے ساتھ ساتھ نشہ کی لعنت بھی معاشرے میں سرایت کرتی جا رہی ہے۔ جس کے اثرات سے نہ صرف خاندان بلکہ پورے

معاشرے کو بھی دیمک لگنے کا پوری طرح احتمال ہے۔یہ آبادی میں اضافے میں ہی کے ''کرشمے'' ہیں کہ ہمارے ملک میں 40 لاکھ افراد ہیروئن کا نشہ کرتے ہیں۔کروڑوں افراد دیگر منشیات اور سگریٹ نوشی کا شکار ہیں۔ہر 10 واں پاکستانی ہیپا ٹائٹس سے متاثر ہے اور ساڑھے سات ہزار سے زائد افراد اس وائرس میں مبتلا ہو چکے ہیں۔جبکہ ایڈز جیسی خطرناک اور لا علاج بیماری کے 1544 مریض رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔

آبادی میں مسلسل اضافے سے ہمارے ملک کے 80 فیصد بچے خوراک کی کمی کا شکار ہو کر موت کی وادی میں چلے جاتے ہیں جبکہ 10 فیصد بچے 6 سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی راہی ملک عدم ہو جاتے ہیں اور توجہ طلب پہلو یہ ہے کہ ہمارا گروتھ ریٹ 3.6 فیصد ہے جبکہ شعبہ زراعت کی پیداواری شرح 1.4 فیصد ہے اور آبادی کی شرح 2.8 فیصد ہے۔ستم ظریفی تو یہ ہے کہ ایک ہزار 516 افراد کے لئے صرف ایک ڈاکٹر دستیاب ہے اور 31 ہزار 569 لوگوں کے لئے آنتوں کا ایک سرجن جبکہ تین ہزار 639 مریضوں کی تیمارداری کے لئے صرف ایک نرس اور سب سے زیادہ توجہ طلب پہلو تو یہ ہے کہ ایک ہزار 490 مریضوں کے لئے ہسپتالوں میں صرف ایک بستر دستیاب ہے۔

غربت کے ہاتھوں مجبور قوم کی بے بسی کا عالم یہ ہے کہ اکثر لوگوں کو معیاری خوراک نہیں ملتی اور خاص طور پر دیہی علاقوں میں حاملہ خواتین تو ضروری خوراک کی نعمت سے یکسر محروم ہیں جس کی وجہ سے نوزائیدہ بچوں کی شرح اموات 91 فی ہزار ہے جو کہ جنوبی ایشیاء میں سب سے زیادہ ہے۔توجہ طلب پہلو یہ بھی ہے کہ حکومت 16 کروڑ روپے سالانہ صرف آبادی کنٹرول کرنے پر خرچ کر دیتی ہے لیکن اس کے باوجود اسکا نتیجہ متاثر کن نہیں بلکہ آبادی میں مسلسل اضافہ ہی ہو رہا ہے۔1998ء کی مردم شماری کے مطابق ہماری ملکی آبادی 13 کروڑ 80 لاکھ افراد پر مشتمل تھی جو کہ اب ساڑھے 14 کروڑ افراد سے بھی تجاوز کر چکی ہے اگر شرح افزائش کا تناسب یہی برقرار رہا تو ہماری آبادی 2005ء تک 17 کروڑ سے بھی تجاوز کر جائے گی اور بڑھتی ہوئی یہ آبادی ہماری ملکی معیشت کے لئے تباہ کن ثابت ہو سکتی ہے۔

آبادی کا بڑھتا ہوا سیلاب غربت، بے روزگاری اور مہنگائی میں اضافے کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی آلودگی میں بھی متواتر اضافے کا باعث بن رہا ہے جو کہ انسانی صحت اور اس کی بقاء کے لئے دور جدید کا ''کینسر'' ہے بڑھتی ہوئی آبادی کی غذائی ضروریات پوری کرنے کی خاطر مصنوعی کھادوں کا استعمال بھی 1970ء کے مقابلے میں چار گنا زیادہ ہو چکا ہے جبکہ فصلوں کو کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رکھنے اور زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے مختلف زہریلی ادویات کا سپرے بھی آج ایک ضرورت بن چکا ہے جو کہ نہ صرف انسانی صحت کے لئے زبردست نقصان دہ ہے بلکہ ماحولیاتی آلودگی میں بھی بے پناہ اضافے کا سبب ہے۔لہٰذا موجودہ دور میں ان تمام درپیش مسائل کا حل صرف اور صرف آبادی میں اضافے کو روکنا ہے تاکہ دستیاب ملکی وسائل کے اندر رہتے ہوئے عوام کو درپیش مسائل حل کئے جائیں نہ صرف ملکی تعمیر و ترقی میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو بلکہ قوم کو بنیادی ضروریات زندگی کے ساتھ ساتھ دیگر سہولتوں سے بہرہ ور کر کے انہیں ایک ترقی یافتہ قوم بنایا جا سکے۔لیکن اس ''کامیابی'' اور ''مقصد'' کو حاصل کرنے کے لئے تنہا حکومت کچھ نہیں کر سکتی جب تک عوام اس ''مشن'' میں اس سے بھرپور تعاون نہ کریں۔لہٰذا وقت کا یہ اہم تقاضا ہے کہ غربت، مہنگائی اور بے روزگاری جیسے قومی مسائل کے ساتھ ساتھ معاشرتی بیماریوں کو یکسر ختم اور ملک کی ترقی کی خاطر بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کیا جائے۔

حادثات سے بچاؤ کے لئے تجاویز

محمد سہیل قیصر ہاشمی

جدید ترقی یافتہ دور میں جبکہ انسان نے کہکشاؤں پر اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں وہاں ـ ـ ـ اپنے اردگرد کے ماحول میں پلنے والے خطرات پر قابو پانے کے لئے مناسب اقدامات سے گریز کیا ہے۔ اگر بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسانی جان سب سے زیادہ ٹریفک کے حادثات کی وجہ سے ضائع ہوتی ہے۔ ہمارے ذرائع ابلاغ روزانہ کاریں' بس' ویگن' ریل گاڑی اور جہاز کے حادثوں کی اطلاع دیتے ہیں گویا یہ ایسا قتل ہے جو شب کی تاریکیوں اور دن کے اجالوں میں مسلسل ہوتا رہتا ہے ان خطرات و حادثات کے لئے کوئی جگہ اور کوئی وقت بھی مخصوص نہیں بلکہ بازاروں' چوراہوں اور شاہراہوں یہاں تک کہ فٹ پاتھوں پر بھی ہر لمحے گردنیں کٹ رہی ہیں۔ اعضاء بکھر رہے ہیں اور انسانی گوشت کے لوتھڑے اڑ رہے ہیں۔ حادثوں نے آج کے ترقی یافتہ دور میں حیاتِ انسانی کو اس قدر غیر محفوظ کر دیا ہے کہ دلوں کا سکون ختم ہوگیا ہے اور ـ ـ ـ فٹ پاتھ ہو یا سڑک ہر وقت انسان کے ذہن پر خوف چھایا رہتا ہے۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق ہر سال دنیا میں پچیس لاکھ سے زائد افراد ٹریفک حادثات میں لقمہ اجل بنتے ہیں۔ پاکستان میں تو یہ حادثے روز بروز بڑھ رہے ہیں بلکہ اور حالت بھیانک ترین ہوگئی ہے۔ اخباری اندازوں کے مطابق انسانی جانوں کا ضیاع ہر آنے والے دن میں بڑھ رہا ہے اس المیے کے پیچھے کون سے عوامل کارفرما ہیں اگر ان کا بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کے پیچھے ناجائز تجاوزات اور سرکاری اہل کاروں کی غفلت اور غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل ہے جو وطن عزیز کی سڑکوں کو انسانی لہو سے رنگین بنانے میں اعانت کرتے ہیں حالانکہ انسانی لہو اس قدر مقدس ہے کہ ایک بار حضور نے خانہ کعبہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ "اے کعبہ تو مجھے بہت عزیز ہے مگر یاد رکھ ایک طرف تو گرتا ہو اور دوسری طرف کسی کا خون بہتا ہو تو میں تجھے چھوڑ دوں گا اور اس خون کی حفاظت کروں گا" آج حادثات روزمرہ کا معمول ہو گئے ہیں اگرچہ ان حادثات کی روک تھام ممکن تو نہیں مگر ان میں کمی کے لئے چند تجاویز درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہر ایک کو خاص طور پر بچوں کو ٹریفک کے آداب و اصول سے واقفیت دلائی جائے۔

۲۔ ہر سکول میں ہر جماعت کے بچوں کے لئے ہفتہ میں ایک دن ٹریفک کے بارے میں لیکچرز کا خصوصی اہتمام کرایا جائے۔

۳۔ ڈرائیونگ لائسنس بنوانے کے نظام کی پیچیدگیوں کو ختم کر کے سہل بنایا جائے اور صرف ان لوگوں کو لائسنس جاری کئے جائیں جو اس کے اہل ہوں یعنی ڈرائیونگ لائسنس کا نظام کڑا اور سخت ہونا چاہیئے۔

۴۔ ملک میں ڈرائیونگ کی تربیت کے مستند ادارے نہیں ہیں لہٰذا حکومت ڈرائیونگ کی تربیت کے مستند ادارے کھولے۔

۵۔ پاکستان میں حادثات کے اسباب میں ایک بڑی وجہ شہروں میں ناجائز تجاوزات کی موجودگی ہے۔ کشادہ سڑکیں تجاوزات کی وجہ سے تنگ ہوگئی ہیں۔ فٹ پاتھ دوکانیں بن گئے ہیں۔ ان حالات میں پیدل چلنے والے سڑکوں پر چلتے ہیں اس لئے ان ناجائز تجاوزات کو ختم کیا جائے۔

۶۔ ہمارے ملک میں ٹریفک کے بارے میں جانچ پڑتال کا نظام بھی توجہ طلب ہے اس نظام کی

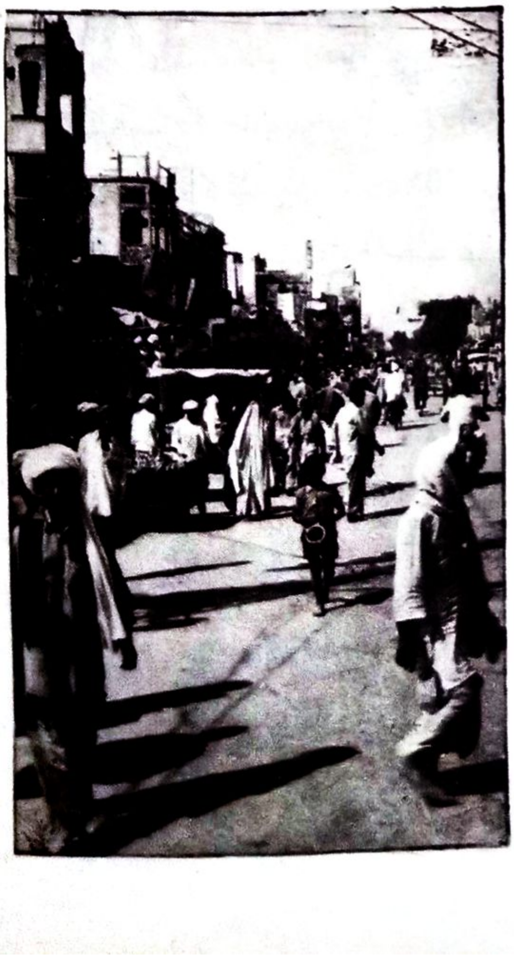

اصلاح کر کے ملک میں ہونے والے حادثات کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

۷۔ ویگن اور گاڑیوں میں ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر کی آواز بعض اوقات ڈرائیور کو غافل کر کے حادثے کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے ٹیپ ریکارڈر وغیرہ کو گاڑیوں میں لگانا ممنوع قرار دیا جائے۔

۸۔ اوور لوڈنگ اور تیز رفتاری بھی حادثات کا ایک بہت بڑا سبب ہے اس سلسلے میں مناسب اور جامع اقدامات کئے جائیں۔

۹۔ عوام میں ٹریفک کا شعور بیدار کیا جائے اس مقصد کے لئے ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبارات سے ساتھ ساتھ درسی کتب میں مضامین دیئے جائیں۔

۱۰۔ ہمارے ملک میں دفتروں سکولوں اور کالجوں کے اوقات عموماً ایک ساتھ شروع ہوتے اور ختم ہوتے ہیں جس سے ٹریفک کے ہجوم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان اوقات میں تبدیلی ہونی چاہیے۔

۱۱۔ ہمارے ہاں کی سڑکیں انتہائی خراب حالت میں ہیں ان میں سے اکثر ٹوٹی پھوٹی ہیں اور برسات میں تالاب کا منظر پیش کرتی ہیں۔ ان پر خصوصی توجہ دینا ہوگی۔

مندرجہ بالا اقدامات سے نہ صرف حادثات کی شرح میں کمی ہوگی بلکہ زندگی میں نظم وضبط بھی پیدا ہوگا۔

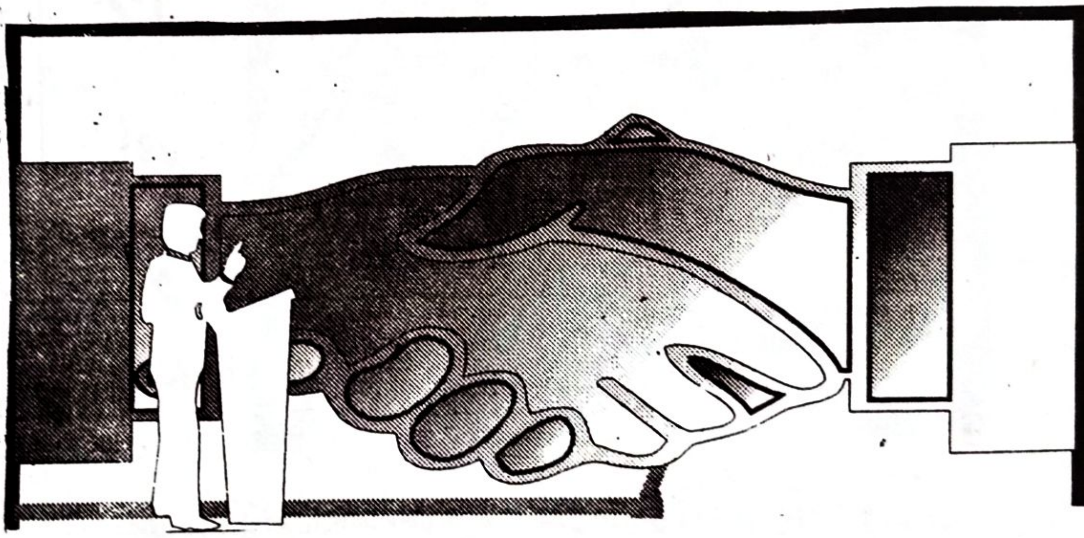

ملاقات

گنتر کنابے

ندیم چوہدری

گنتر کنابے (Gunter Knabe) یوں تو جرمن ریڈیو ڈوئچے ویلے میں ہزاروں افراد اپنے فرائض بہ احسن وخوبی ادا کر رہے ہیں لیکن اگر یہاں چند متحرک ترین شخصیات کا انتخاب عمل میں لایا جائے تو یقیناً ان میں سے ایک نام گنتر کنابے کا ہو گا۔ وہ ڈوئچے ویلے DW کے ایشیائی ممالک کے لئے نشریات کے سربراہ ہیں اور اس خطے کے مخصوص سیاسی' سماجی' ثقافتی اور معاشی حالات سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ ایک ملاقات میں جب ان سے گزرے ہوئے ماہ و سال کے بارے میں پوچھا گیا تو گنتر کنابے نے بتایا کہ بنیادی طور پر ان کا تعلق جرمنی کے شمالی علاقے سے ہے۔ بچپن شہر ہمبرگ کے نزدیک واقع ایک قصبے میں گزرا جبکہ 1954ء میں کولون کو مستقل ٹھکانہ بنالیا۔ یہاں سکول کی تعلیم کے دوران ہی اہم نصابی سرگرمیوں میں دلچسپی پیدا ہوئی جس نے اپنی ذات کے اظہار کا موقع فراہم کیا۔ سکول کے میگزین میں مضامین لکھنا' طلباء سیاست میں سرگرمی سے حصہ لینا اور سکول کے تھیٹر میں اداکاری کے جوہر دکھانا یہ ایسے کام تھے جو بعد میں پیشہ وارانہ امور کی انجام دہی میں بھی معاون ثابت ہوئے۔

گنتر کنابے کہتے ہیں کہ مجھے بچپن سے ہی ایسے کاموں اور مشاغل سے دلچسپی تھی جن میں لوگوں کے ساتھ واسطہ پڑے اس لئے 1961ء میں تعلیمی سلسلے کی ایک اہم منزل یعنی یونیورسٹی کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے پہلے قانون اور پھر سیاسیات کے مضامین پسند آئے۔

کولون یونیورسٹی سے شروع ہونے والا یہ سفر فری یونیورسٹی برلن' ہمبرگ یونیورسٹی اور ٹیکنیکل یونیورسٹی آخن تک جاری رہا۔ اس دوران تاریخ اور بین الاقوامی تعلقات کے مضامین پر بھی عبور حاصل کیا۔

1966-67ء میں سابقہ سوویت یونین اور ایشیائی امور کے ممتاز استاد پروفیسر Klaus Mehnert کے ساتھ ریسرچ اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کرتے کرتے براعظم ایشیاء کے امور میں اتنی زیادہ دلچسپی پیدا ہوئی کہ یہی خطہ پوری توجہ کا مرکز ٹھہرا۔ 1967ء میں افغانستان کی کابل یونیورسٹی میں درس وتدریس کا جو سلسلہ ہوا وہ 1976ء تک کئی حیثیتوں میں جاری رہا۔ 1979ء میں اسی تجربے کی بنیاد پر ڈوئچے ویلے کی پشتو' دری سروس کے ساتھ بطور ایڈیٹر منسلک ہو گئے۔ 1986ء میں اس شعبے کے سربراہ بننے سے لے کر 1990ء میں ڈوئچے ویلے کی ایشیاء کے لئے نشریات کی سربراہی تک کا سفر گنتر کنابے کی مسلسل محنت اور اس خطے سے گہری وابستگی کا مظہر ہے۔ اس وقت براعظم ایشیاء کے لئے نشر ہونے والے پروگرام اردو کے علاوہ بنگالی' ہندی' فارسی' پشتو' دری' چینی اور انڈونیشیا کی زبانوں پر مشتمل ہیں۔ گنتر کنابے اردو سروس کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ہماری پرانی اور انتہائی کامیاب سروس ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر سال اردو مجلس کو موصول ہونے والے خطوط کی تعداد باقی تمام سروسز کے خطوط سے زیادہ ہوتی ہے۔ 'DW' کی اردو سروس نے نہ صرف اس ادارے کی ساکھ میں اضافہ کیا ہے بلکہ اس نے جرمنی اور پاکستان کے درمیان مربوط رابطے کا کام بھی سرانجام دیا ہے۔ خطے کے ذرائع ابلاغ میں اسکا ذکر اور سامعین کا اعتماد اردو مجلس کی کامیابی کی دلیل ہے۔ گنتر کنابے کے خیال میں جنوبی ایشیاء کا خطہ گوناگوں مسائل میں گھرا ہوا ہے۔ اس لئے اپنے پروگراموں کے ذریعے ہماری کوشش ہوتی ہے کہ لوگوں کو ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی ہو اور باہمی تعاون کی کوششوں میں مدد ملے۔ 11 ستمبر کے بعد ڈوئچے ویلے کی ذمہ داری مزید بڑھ گئی ہے کہ وہ مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان مکالمے کی فضا پیدا کرے۔ اسی لئے اردو اور دوسری مجالس کے دورانیے میں اضافہ کیا گیا ہے۔ مالی مشکلات کے باوجود اس بات کی بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ مستقبل میں ڈوئچے ویلے کے ٹی۔ وی پروگرام اردو ڈبنگ کے ساتھ پیش کئے جائیں۔ فی الحال یہ تجربہ پشتو' دری سروس کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ گنتر کنابے کہتے ہیں کہ سامعین کی رائے پروگراموں کو بہتر بنانے میں ان کی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ سلسلہ نہ صرف جاری رہے بلکہ دن بدن اور سال بہ سال اس میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔

نزلہ اور فلو

پاک جمہوریت فیچر سروس

موجودہ دور میں جبکہ آنکھوں کی تکالیف کا علاج نشتر کے استعمال کے بغیر لیزر شعاعوں سے ہو رہا ہے۔ ناکارہ قلب اور گردوں کی جگہ صحت مند متبادل قلب اور گردے خرید کر لگوائے جا رہے ہیں لیکن جس معمولی مرض کے خلاف انسان آج بھی بے بس ہے وہ نزلہ' زکام اور فلو ہے۔ موسم جب بھی کروٹ لیتا ہے یہ تکالیف آ گھیرتی ہیں۔ چھینکوں کے شروع ہوتے ہی ناک بہنے لگتی ہے۔ گلے میں خراش' ورم' سر میں درد کی شکایت ہوتی ہے۔ جسم بخار سے تپنے اور پھوڑے کی طرح دکھنے لگتا ہے۔ کہنے کو تو کئی دوائیں اس کے لئے موجود ہیں لیکن اس سے صحیح معنوں میں نجات اور صحت کی بحالی کے لئے آج بھی وہی پرانے علاج اور پرانی تدابیر ہی زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔

نزلے' زکام اور فلو کا صحیح علاج ہے آرام اور جسم سے نزلاوی رطوبت کا مکمل اخراج۔ جسم و دماغ جب تھکتے ہیں تو یہ تکالیف آ گھیرتی ہیں۔ گویا جسم کی قوت مدافعت گھٹنے لگتی ہے اور وائرس اپنا زور دکھانے لگتے ہیں۔ صحیح علاج یہی ہے کہ آرام کے ساتھ جسم کو ایسے دوائی اور غذائی اجزاء فراہم ہوں جس سے اس کی قوت مدافعت قوی ہو اور جسم و دماغ تھکے بغیر حملہ آور وائرس سے نجات پا جائیں۔

پانی اور بھاپ کا استعمال

پانی حیات بخش ہی نہیں شفا بخش بھی ہوتا

ہے۔ نزلے کی صورت میں سب سے زیادہ ناک اس کی اندرونی جھلیاں متاثر ہوتی ہیں۔ وائرس سے نجات کے لئے جھلیوں سے خارج ہونے والی رطوبت انہیں بہا کر خارج کرتی ہے۔ اس عمل میں وضو کا عمل بہت معاون ثابت ہوتا ہے۔ ناک میں صحیح طور پر صاف ستھرے پانی کے چڑھانے سے اندرونی جھلیاں اچھی طرح دھل جاتی ہیں۔ اگر پانی نیم گرم اور نمکین ہو تو اسے ذرا اندر چڑھا کر بند ناک آسانی سے کھولی جا سکتی ہے۔ نمک کی وجہ سے ناک میں ورم دور ہونے کے علاوہ وائرس کی خاصی تعداد بھی دُھل کر خارج ہو جاتی ہے جس سے بڑا آرام ملتا ہے اور مرض کی شدت میں کمی آ جاتی ہے۔

پانی کی طرح اس کی بھاپ میں سانس لینے سے بھی ناک سے حلق تک کا اندرونی حصہ نزلاوی رطوبت سے صاف ہو جاتا ہے۔ ناک کی بندش سے ہونے والی گھٹن اور بے چینی دور ہو جاتی ہے۔ یہ عمل بہت آسان ہے۔ کسی صاف ستھری پتیلی میں تین چوتھائی پانی بھر کر اسے ابالیں اور احتیاط سے کسی میز وغیرہ پر رکھ کر سر کے اطراف صاف تولیہ یا کپڑا لپیٹ کر اٹھتی ہوئی بھاپ کی طرف چہرہ جھکا کر اس میں گہرے سانس لیتے رہیں۔ یہ ضروری ہے کہ چہرہ بھاپ سے جھلسنے نہ پائے اسی پانی میں اگر یوکلپٹس آئل کی دو چار بوندیں شامل کر لی جائیں تو ناک کھلنے اور وائرس کے بہہ نکلنے کا عمل اور موثر ہو جاتا ہے۔ یوکلپٹس کا درخت جسے عرف عام میں سفیدا بھی کہتے ہیں آجکل ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ اس کے تازہ پتوں سے بھی یہ کام لیا جا سکتا ہے۔ کھولتے پانی میں ایک دو مٹھی اس کے پتے شامل کر لیں۔

گرم شوربہ یا پتلی دال

مرغی کا شوربہ یا مونگ، مسور کی پتلی گرم دال کے پینے سے نزلے میں بڑا آرام ملتا ہے۔ کڑھی میں شامل مرچ، لہسن، پیاز وغیرہ کی خوشبو کی بھاپ سے ناک کھلتی ہے اور گلا صاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مرغی کے سادہ شوربے میں کچلا ہوا لہسن، ادرک، گرم مصالحہ شامل کر کے اسے گرم گرم پینے سے ناک کھلنے کے علاوہ ناک کے بہنے سے جسم میں ہونے والی پانی کی کمی دور ہو جاتی ہے۔ شامل کئے جانے والے مسالوں میں سب سے موثر لہسن ہوتا ہے جو قدرتی اینٹی بایوٹک بھی ہوتا ہے اور دافع وائرس بھی۔ لہسن بلغم بھی خارج کرتا ہے اور کھانسی کا سبب بننے والا وائرسی بلغم بھی خارج کر کے کھانسی کو آرام پہنچاتا ہے۔ اسی میں باریک کتری ہوئی پیاز کے شامل کرنے سے یہ اور بھی موثر ہو جاتا ہے۔ شوربہ اور پتلی دال تھکے ہوئے جسم کو توانائی بھی بخشتے ہیں۔ ان کے غذائی اجزاء قوت مدافعت کو تقویت پہنچاتے ہیں، تھکن اور بے چینی کم ہو جاتی ہے۔

پانی۔ نزلے کیلئے اکسیر

پانی جوش دے کر اس کی بھاپ لیجئے۔ غرغرے کیجئے یا اس میں جڑی بوٹیاں جوش دیجئے۔ پانی نزلے کی اکسیر دوا ہوتا ہے۔ نزلے کے دوران پانی زیادہ مقدار میں پینا چاہیئے۔ اس طرح نزلہ خوب بہتا ہے اور مرض کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ پسینہ آنے کی وجہ سے بھی جسم میں پانی کی کمی ہو جاتی ہے۔ آپ کا جی چاہے تو سادہ پانی میں پھلوں کا رس ملا کر اسے خوشبودار اور ذائقہ دار بنا سکتے ہیں۔

گلے میں درد اور سوجن ہو تو پانی میں خشک دھنیا اور مٹھی بھر شہتوت کے پتے جوش دے کر غرارے کیجئے۔ اگر میسر ہو تو ایک چمچ شہتوت کا شربت گھول کر چائے کی طرح پیجئے۔ گلے اور کھانسی کو آرام ہو گا۔

شہد اور لیموں کا استعمال

جو لوگ چائے پیتے ہیں انہیں نزلے کے دوران بغیر دودھ کی چائے میں شکر کی جگہ شہد اور لیموں کا رس شامل کر کے پینا چاہیئے۔ چائے کے بغیر بھی سادہ گرم پانی میں ایک چائے کا چمچہ شہد اور تازہ لیموں کا رس شامل کر کے پیئے جا سکتے ہیں۔ شہد میں جراثیم کشی کی صلاحیت ہوتی ہے اور لیموں میں شامل حیاتین ج (وٹامن سی) جسم کی قوت مدافعت کو مستحکم کرتا ہے۔ اس مرکب کے دھیرے دھیرے نگلنے سے منہ میں لعاب بھی خوب بنتا ہے اور گلے کو آرام بھی ملتا ہے۔

دارچینی، جراثیم کی قاتل

بخار دور کرنے اور جراثیم کشی کی صلاحیت رکھنے والی دارچینی ہزاروں سال سے استعمال ہو رہی ہے۔ مشرق کے گرم آب و ہوا والے ملکوں میں پیدا ہونے والی دارچینی مغرب کے سرد ملکوں میں کبھی سونے کے مول بکتی تھی لیکن آج بھی اس کی بڑی اہمیت ہے۔ کھانے پینے کی مختلف اشیاء میں استعمال کرنے کے علاوہ اسے بخار اور ورم دور کرنے کے لئے بہت موثر قرار دیا جاتا ہے۔ ''گرین فارمیسی'' نامی کتاب کے مصنف جیمز اے ڈیوک پی ایچ ڈی کے مطابق دارچینی کو اسپرین کے برابر تو قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن یہ درد دور کرنے کی صلاحیت ضرور رکھتی ہے۔ برصغیر میں سر میں درد اور جکڑن کے لئے پانی میں پیس کر اس کا نیم گرم لیپ کثرت سے استعمال ہوتا تھا۔ اس کے فراری تیل (Volatile Oil) میں جراثیم بلاک کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، اس لئے حلق میں لگائے جانے والے تھروٹ پینٹ (Throat-paint) میں بھی یہ تیل شامل کیا جاتا ہے۔

نزلے کے لئے اس کی چائے بہت مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ ایک چائے کا چمچہ سفوف کھولتے پانی میں بیس منٹ تک ڈھک کر دم دینے کے بعد اس میں شہد بقدر ذائقہ ملا کر پینا چاہیے۔ دن میں اس کی ایک سے تین پیالیاں پی جاسکتی ہیں۔

ادرک، تلسی اور شہد کی چائے

صرف تازہ ادرک چھیل کر اس کا ایک چائے کا چمچہ رس ایک پیالی گرم پانی میں شہد سے میٹھا کر کے پینے سے بلغمی کھانسی، سینے کی جکڑن اور گلے کو بہت آرام ملتا ہے۔ بلغم خارج ہوتا ہے اور پسینہ لا کر بخار کو دور کر دیتا ہے۔ اس میں تلسی کے تازہ پتوں کا رس ایک چائے کا چمچہ ملانے سے یہ اور بھی مفید ہو جاتا ہے۔ تلسی کے خشک پتے بھی استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

پانی ملے پھلوں کے رس

ترش پھل حیاتین ج سے بھرے ہوتے ہیں اور یہ حیاتین جسم کی قوت مدافعت میں اضافہ کرتا ہے۔ نزلے، زکام اور فلو میں ترش پھلوں کے استعمال کا مشورہ دیا جاتا ہے لیکن ان کی ترشی سے گلے کو نقصان پہنچ سکتا ہے، اس لئے انہیں استعمال کرنے کا ایک محفوظ اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ ترش پھلوں کے رس گرم پانی میں ملا کر پیئے جائیں۔ نصف گلاس رس اور نصف گلاس گرم پانی ملا کر پینے سے آرام بھی ملتا ہے اور جسم میں پانی کی کمی بھی دور ہو جاتی ہے۔ گرم پانی خوشبودار اور خوش ذائقہ بھی ہوتا ہے۔ علامات برقرار رہیں تو ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

☆☆☆☆☆

سرخ مرچ کی کاشت

عورت فائونڈیشن

مرچ موسم گرما کی اہم فصل ہے۔

اس میں معدنی نمکیات اور حیاتین الف، ب اور ج بھی کافی مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔ حیاتین ج کی کمی سے دانت اور مسوڑھے درد ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور مختلف جلدی بیماریاں حملہ آور ہو سکتی ہیں۔ مرچ کو اچھے داموں فروخت کر کے زرمبادلہ بھی کمایا جاسکتا ہے۔

مرچ کی اچھی پیداوار حاصل کرنے کے لئے گرم مرطوب آب و ہوا کی ضرورت ہوتی ہے لیکن پھل پکتے وقت موسم خشک ہونا بہت ضروری ہے تا کہ پھل اچھی طرح خشک ہو سکے۔

کاشت کا وقت

شروع گرمی میں ہری مرچ حاصل کرنے کے لئے اکتوبر میں اس کی پنیری بوئی جاتی ہے اور فروری کے وسط میں پنیری کو کھیت میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔

عام فصل کے لئے فروری کے آخر یا شروع مارچ میں پنیری لگائی جاتی ہے اور اپریل میں اسے کھیت میں منتقل کیا جاتا ہے۔

پہاڑی علاقوں میں پنیری مارچ کے آخر میں بوئی جاتی ہے اور پودے مئی کے مہینے میں کھیت میں منتقل کئے جاتے ہیں۔

زمین کا انتخاب اور تیاری

زرخیز بھل والی زمین مرچ کی کاشت کے لئے مناسب ہے۔ اس زمین سے پانی کا نکاس اچھا ہونا چاہیئے۔ کاشت سے پہلے مٹی پلٹنے والا ہل اور دیسی ہل دو تین بار چلا کر زمین کو تیار کر لینا چاہیئے۔ اس کے بعد کھیت میں گوبر کی کھاد ڈال کر اچھی طرح ملا دینی چاہیئے۔

بیج کی مقدار

ایک ایکڑ مرچ کی کاشت کے لئے تقریباً آدھ کلوگرام بیج سے چار مرلے زمین میں پنیری تیار

کی جاتی ہے۔

پنیری کی تیاری

زمین سے آدھ فٹ اونچی کیاریاں بنا کر ایک ایک بالشت کے فاصلے پر بیج بودینے چاہئیں اور اوپر سے پتوں کی گلی سڑی کھاد بکھیر کر ڈھانپ دینا چاہیئے۔ جب تک بیج کا اگاؤ مکمل نہ ہو فوارے سے آبپاشی کرتے رہنا چاہیئے۔ بعد میں کھلی آبپاشی کی جا سکتی ہے۔

سردیوں میں پنیری کو سردی اور کورے سے بچانے کے لئے شمال کی طرف سرکنڈوں کا ایسا چھپر لگانا چاہیئے کہ دن کے وقت پودوں پر سایہ نہ پڑے بلکہ سارا دن پودوں کو دھوپ لگے۔ رات کے وقت پودوں کو کورے سے بچانے کے لئے پولی تھین کی چادر بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔ بیج کے اگ آنے کے بعد جڑی بوٹیاں نکالتے رہنا چاہیئے۔

پودوں کو کھیت میں منتقل کرنے سے ایک ہفتہ پہلے آبپاشی روک دینی چاہیئے مگر جس روز پودے کھیت میں منتقل کریں اس روز صبح کے وقت ذخیرہ میں بوئے ہوئے پودوں کو پانی لگا دینا چاہیئے تاکہ پودے نکالتے وقت ان کی جڑیں نہ ٹوٹیں۔ اسی طرح پودے لگانے سے پہلے کھیت میں پانی چھوڑ دینا چاہیئے اور پودے شام کے وقت کھیت میں منتقل کرنے چاہئیں۔ جب پودے آدھ بالشت اونچے ہو جائیں تو پھر انہیں کھیت میں منتقل کرنا چاہیئے۔

پنیری کھیت میں منتقل کرنا

کھیت اچھی طرح مٹی پلٹنے والا اور دیسی ہل چلا کر تیار کر لینا چاہیئے۔ اچھی طرح سے ہموار کھیت میں دو سے ڈھائی فٹ چوڑی (تین سے پونے چار کھ) پٹڑیاں بنا ... ایک فٹ (ڈیڑھ ...) کے فاصلے پر پودے لگانے چاہئیں۔

آبپاشی

پودے تبدیل کرنے سے پہلے کھیت میں پانی چھوڑنا چاہیئے۔ دوسری آبپاشی تین، چار دن بعد اور بعد میں ہر پندرہ روز کے وقفہ سے پانی دیتے رہنا چاہیئے۔

کھادوں کا استعمال

پہلی دفعہ کھیت تیار کرتے وقت اپنے علاقے کے لحاظ سے گوبر کی گلی سڑی کھاد، سپر فاسفیٹ اور امونیم سلفیٹ ڈالی جاتی ہے۔

جب پودوں کو پھل لگنا شروع ہوں تو دو، تین دفعہ امونیم سلفیٹ یا یوریا ڈال کر پودوں کو مٹی چڑھا دینی چاہیئے اور فوراً بعد آبپاشی کر دینی چاہیئے۔

چنائی۔

سرخ مرچ کی چنائی جولائی ... میں شروع ہو جاتی ہے اور دسمبر تک جاری رہتی ہے۔ پکی ہوئی سرخ مرچوں کو توڑ کر فرش ، ترپال یا چھت پر دھوپ میں ڈال کر بالکل خشک کر لینا چاہیئے۔ خشک کی ہوئی مرچیں ذخیرہ کرنے سے بیماری اور کیڑا نہیں لگتا۔

پھول اور ہماری زندگی

:میاں محمود احمد

پھول قدرت کے حسین شاہکار ہیں، تازگی اور شگفتگی کا ذریعہ ہیں، خوبصورت چیزوں کو اس سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

روزمرہ زندگی میں پھولوں کا استعمال ضروری ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ پھول ہماری تہذیب کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ ان کی دلفریب بھینی بھینی مہک ہر ذہن

کو معطر کرتی ہے ان کی قدرتی رعنائی اور دلکشی ہر ایک دل کو موہ لیتی ہے۔

پھول کہیں بھی ہوں اپنی دلکشی اور رعنائی کی بدولت ہر جگہ نمایاں رہتے ہیں۔ کرۂ ارض پر اگر ایک بھی پھول نہ ہو تو زمین کے حسن کو بگاڑنے کے مترادف ہے اور وہ جگہ جنگل یا صحرا کہلائی جاتی ہے۔ پھولوں کا انسانی شخصیت پر خوشگوار اثر پڑتا ہے اور اچھا تاثر ابھرتا ہے۔ لوگوں میں پھول لگانے کا شعور بیدار ہو رہا ہے اور ذوق شوق بڑھ رہا ہے۔ اس کا واضح ثبوت نرسریوں کے کاروبار ہیں اور ان کے کاروبار میں نمایاں اضافہ ہے۔

پھولوں کو بچوں کی **معصومیت** سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ ہر فنکشن، ورائٹی پروگرام، ویلکم کے پروگرام پھولوں کے بغیر ناممکن ہوتے **ہیں**۔

مزاروں اور مقبروں پر اگربتی کے ساتھ پھولوں کا بے تحاشا **استعمال ہوتا ہے۔ ہسپتال میں کسی کی** عیادت بھی پھولوں کے بغیر ناممکن ہوتی ہے۔

پھولوں سے تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ بیمار آدمی کی بیماری پھولوں کو دیکھ کر آدھی رہ جاتی ہے۔ سال بھر میں مختلف سوسائٹیز، پارکوں، ہوٹل اور اداروں کی طرف سے آرائش گل کے مقابلے اور نمائشیں منعقد ہوتی ہیں۔

پھولوں کی مختلف نمائشوں میں پھولوں کو مختلف انداز میں سجایا جاتا ہے۔ مٹی کی مختلف پہاڑیاں بنائی جاتی ہیں، ان پہاڑیوں پر گیندا، گل داؤدی کے مختلف رنگ کے پھولوں کے گملے رکھے جاتے ہیں۔ ان مٹی کی پہاڑیوں کو ان رنگ برنگے گملوں سے ڈھانپ دیا جاتا ہے جو کہ ایک خوبصورت منظر پیش کرتی ہیں۔

مارکیٹ میں پھولوں کے مختلف انداز میں سجائے ہوئے گلدستے اور BOUQUET ملتے ہیں جو لوگ مختلف تقاریب میں اور ایک دوسرے کے گھر لیکر جاتے ہیں۔ لوگوں کا پھولوں کی طرف رجحان دن بدن بڑھ رہا ہے۔

کمرشل بنیادوں پر پھولوں کی کاشت زمینداروں کے لئے ایک منافع بخش کاروبار ہے۔

دیسی گلاب کے پھولوں کی پتیوں کو خشک کر کے دوسرے ممالک کو برآمد کی جا رہی ہیں جو کہ مختلف قسم کے ٹالکم پاؤڈر میں استعمال ہوتی ہیں۔

اس کے علاوہ گل قندی گلاب کے پھولوں کا عرق بھی نکالا جاتا ہے جو کہ مختلف قسم کی مٹھائیوں میں استعمال ہوتا ہے۔ پان میں جو گل قند استعمال ہوتا ہے وہ بھی دیسی گلاب کے پھولوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ پھولوں کو اگر کمرشل بنیادوں پر کاشت کیا جائے اور اگر مناسب طریقے سے مارکیٹنگ کر لی جائے تو لاکھوں روپے فی ایکڑ آمدنی حاصل کی جا سکتی ہے۔

فی زمانہ پھولوں **کی کاشت میں** ہالینڈ دنیا میں سب سے زیادہ زرمبادلہ کمانے والا ملک ہے۔ اگر مناسب منصوبہ بندی کی جائے تو ہمارے ملک کے بہترین موسموں اور زمین کا فائدہ اٹھاتے ہوئے زمیندار کی زندگی میں انقلاب پیدا کیا جا سکتا ہے۔ دنیا

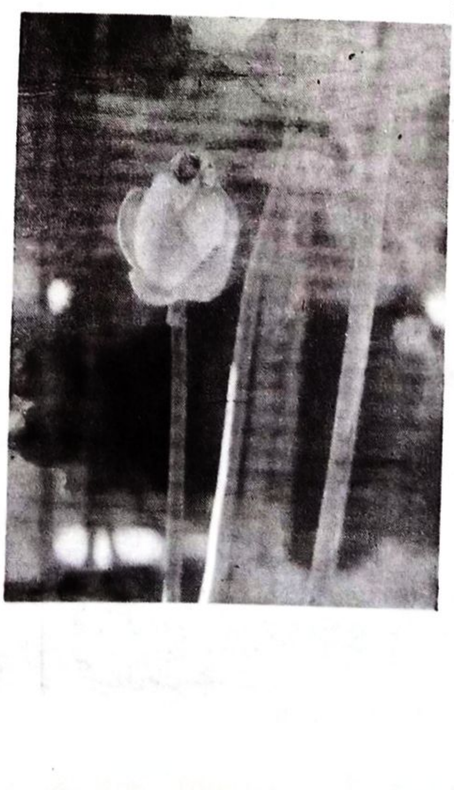

میں پھولوں کا استعمال اور افادیت دن بدن بڑھ رہا ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومتی سطح پر پھولوں کی کاشت کو بڑھانے کے لئے باہر سے اعلیٰ قسم کے بیج اور پھولوں کی مناسب وقت پر برآمدگی کا اہتمام ہونا چاہئیے اور پرائیویٹ سیکٹر کی **اس معاملے** میں ہر ممکن حوصلہ افزائی ہونی چاہئیے تاکہ ملک کے لئے زرمبادلہ **کا** معقول بندوبست ہو سکے۔

تجارتی بنیادوں پر مندرجہ ذیل پھول با آسانی پاکستان میں کاشت کئے جا سکتے ہیں۔

(۱)۔ ٹیوب روز ۔ (۲) گل گائل۔ (۳) موتیا۔
(۴) آئرس (۵) دیسی گلاب۔ (۶) **کار**نیشن۔
(۷) جربر

اوپر بیان کئے گئے پھول بین الاقوامی معیار کے مطابق با آسانی پاکستان میں کاشت کئے جا سکتے ہیں چونکہ ہمارے ملک کی **70** فیصد آبادی زراعت کے پیشے سے منسلک ہے **اس** لئے ان کی معاشی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے ملک میں پھولوں کی کاشت انتہائی ضروری ہے۔

☆☆☆

پائیدار وفاقی جمہوریت کا قیام

پاک جمہوریت فیچر سروس

حکومت نے مجوزہ آئینی ترامیم کا پیکج ۲ جاری کر دیا ہے۔ قومی تعمیر نو بیورو کے جاری کردہ اس پیکج کو "پائیدار وفاقی جمہوریت کا قیام" قرار دیا گیا ہے۔ اس پیکج کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) فوجی سربراہوں سمیت تمام اہم تقرریاں صدر کرے گا۔

(۲) صدر کو چیف الیکشن کمشنر، آڈیٹر جنرل آف پاکستان، گورنر سٹیٹ بنک، چیرمین فیڈرل سروس کمشن، چیرمین نیب کی تقرری کا بھی اختیار ہو گا۔ ان کے عہدوں کی مدت چار اور پانچ سال ہو گی۔

(۳) مجوزہ پیکج میں لوکل گورنمنٹ، مشترکہ مفادات کونسل، قومی اقتصادی کونسل، سٹیٹ بنک آف پاکستان، قومی احتساب بیورو ایسے اداروں کو آئینی تحفظ دیا جائے گا۔

(۴) مجوزہ پیکج پر عملدرآمد سے وزیراعظم کے مقابلے میں صدر کو زیادہ اختیارات حاصل ہو جائیں گے۔

(۵) صدر کے صوابدیدی اختیارات میں غیر معمولی اضافہ ہو گا۔

(۶) ترامیم کے تحت حکومت نے مجوزہ آئینی ترامیم کے دوسرے حصے میں تجویز کیا ہے کہ مستقبل میں آئین میں ترامیم کرنے کا طریقہ کار مشکل بنا دیا جائے گا۔

(۷) جو بھی ترامیم منتخب نمائندے کرنا چاہیں ان سے متعلق عوام کو آگاہی حاصل ہو گی اور وہ ان پر اپنے نمائندوں کو اپنے خیالات اور تجاویز سے آگاہ کر سکیں گے۔

(۸) مجوزہ آئینی پیکج میں چیک اینڈ بیلنس کے تحت احتساب کو بھی آئینی تحفظ دیا گیا ہے۔

(۹) آئینی عہدوں کے بارے میں کہا گیا کہ ریاست کے اقدار اور مفادات کے تحفظ کے لئے آئینی عہدے اہمیت کے حامل ہیں جنہیں سیاست سے پاک رکھنا ضروری ہے تا کہ وہ اپنی خود مختاری قائم رکھ کر اختیار استعمال کر سکیں۔ اس مقصد کے لئے آئینی عہدوں پر تقرریاں صدر اپنی صوابدید کے مطابق کریں گے تا کہ حکومت کسی تنازعہ کا شکار نہ ہو۔

(۱۰) آئینی عہدے دار مقررہ مدت تک کام کریں گے اور انہیں توسیع نہیں دی جائے گی۔ وہ خود مختار ہوں گے، جس کے لئے آئین اور قانون کا پابند ہونا شرط ہو گا۔

(۱۱) آئینی عہدے داروں کو ہٹانے کے خاص طریقہ کار میں تعینات کرنے والی اتھارٹی شامل نہیں ہو گی۔

(۱۲) الیکشن کمشن سٹینڈنگ باڈی ہو گی جس میں ہر ہائیکورٹ سے ایک ایک جج شامل کیا جائے گا۔

(۱۳) آئینی ترامیم کے لئے بل ۶۰ روز قبل عوامی بحث کے لئے پیش ہو گا۔

مال و دولت، جائیداد اور وسائل، آسائش و آرام خدا کی نعمتیں ہیں۔ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں انسان ان نعمتوں کو حاصل کرنے اور آسائش کی زندگی گزارنے کیلئے دوڑ دھوپ کرتا رہا ہے۔ کہیں بھی ایسے دور کی نشاندہی نہیں ملتی جس میں انسان نے ان نعمتوں سے نفرت کی ہو یا ان کے حصول میں سرد مہری دکھائی ہو۔

قرآن و سنت کی روشنی میں بھی اگر دیکھا جائے تو کہیں پر بھی یہ تحریر نہیں ہے کہ روزی کے حصول کیلئے انسان دوڑ دھوپ نہ کرے اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے۔ اپنے اہل خانہ کی ضرورتوں کیلئے محنت کرنا نیکی ہے۔ مگر اس گہما گہمی کے دور میں دولت ایک فتنے کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ دور حاضر کا ہر فرد دولت مند بننے کیلئے بے تاب ہے اور یہ چاہتا ہے کہ راتوں رات اس کے دن پھر جائیں۔ دولت حاصل کرنے کے چکروں میں ہر کوئی ایک دوسرے کو زیر کرنے کی کوشش میں ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آدم کی اولاد گویا اس زمین پر اسی لئے پیدا کی گئی ہے کہ وہ معاشی دوڑ کا حصہ بنے۔ نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ چند ایسے افراد جو خود کو بہت دانشور اور دین دار تصور کرتے ہیں، اصل میں وہ اپنی تحریروں اور تقریروں سے دل کا چور چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ غربت و افلاس کی زندگی سے خدا کے رسولؐ نے بھی پناہ مانگی ہے اور واقعی یہ بڑی جان لیوا آزمائش ہے مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دولت کمانے کے چکروں میں ہم اخلاق سے گرا ہوا کوئی کام کریں۔ بہت دل دکھتا ہے جب ہم اپنے معاشرے کے قائم کردہ نظام پر نظر ڈالتے ہیں تو "سوشل سروسز" کے نام پر بہت سی این جی اوز اپنا روزگار قائم کئے ہوئے ہیں۔ مجبور اور مفلس خواتین کی بے بسی کا سہارا لے کر بڑے بڑے بزنس مین اپنے کاروبار کو وسعت دینے میں مصروف عمل ہیں بے سہارا خواتین کو نہایت کم اجرت پر نوکریاں دے کر ان کی تنخواہ اور طاقت سے بڑھ کر کام کروایا جا رہا ہے۔ یہی صورت حال "چائلڈ لیبر" کی ہے۔ ننھے معصوم فرشتوں کو چند روپوں کی خاطر فروخت کر دیا جاتا ہے۔

اگر آپ اپنی آرزوؤں، تمناؤں اور نصب العین میں واقعی سنجیدہ اور مخلص ہیں تو اپنی مہم کا آغاز اپنی ذات سے کیجئے۔ آپ جو توقعات دوسروں سے کرتے ہیں وہ خود پوری کر کے دکھایئے۔ خود فراموشی کے جرم میں مبتلا لوگ کبھی بھی انقلاب نہیں لا سکتے۔

خدارا! خود کو سنبھالئے اور اس افراتفری کے دور میں ایک دوسرے کا خیال رکھئے اور اپنے لیڈروں کا انتخاب کرتے وقت اس چیز کو مدنظر ضرور رکھئے کہ وہ آیا وہ عوام کے خیر خواہ ہیں یا ذاتی مفاد کو اہمیت دینے والے۔ باشعور افراد سے **ملتمس ہوں کہ میری ان گذارشات پر غور کریں۔** "اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو" (آمین)

نقطے ملایئے اور رنگ بھریئے

ضوریز اختر

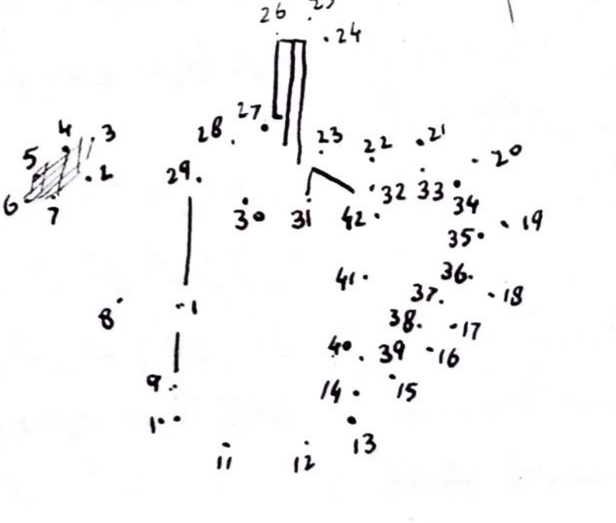

سالِ علامہ محمد اقبالؒ
2002ء

حکومتِ پاکستان نے سالِ رواں کو سالِ علامہ محمد اقبالؒ کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس موقع پر ہفت روزہ ''پاک جمہوریت'' کا خاص نمبر نومبر **2002**ء میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ جریدہ کو خصوصی مضامین سے مزین کیا جائے۔ آپ سے گذارش ہے کہ اپنی نگارشات **30** ستمبر **2002**ء تک بھجوادیں۔

ہم نے اقبالؒ کی غزل کا مصرعہ ''تجھے یاد کیا نہیں ہے میرے دل کا وہ زمانہ'' بطور مصرعہ چنا ہے۔ شعرائے کرام سے درخواست ہے کہ وہ اس مصرعہ پر اپنی طرحی غزلیں ہمیں ارسال فرمائیں۔

نذر محمد
ڈائریکٹر مطبوعات

نظامت فلم ومطبوعات بناولنٹ فنڈ بلڈنگ زیرو پوائنٹ اسلام آباد
فون نمبر: 9207244 فیکس نمبر: 9206828
e.mail address:
dfp@isb.comsats.net.pak

ماں کے دودھ کی اہمیت

عالمی ادارۂ صحت نے دنیا بھر کے ملکوں میں بچوں کو ماں کا دودھ پلانے کی تلقین کے لئے ایک خصوصی پروگرام شروع کیا جس میں یہ پتہ چلایا گیا کہ جو بچے ماں کا دودھ پیتے ہیں ان کے مقابلے میں بوتل کا دودھ پینے والے بچوں کی شرح اموات تین گنا زیادہ ہے۔ دودھ میں ملانے والا پانی، بوتل، چمچہ اور نپل کو جراثیم سے پاک رکھنا ایک مستقل کام ہے اس لئے بوتل سے دودھ والے بچوں کو جہاں دودھ پینے کی تبدیلی سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہاں بوتل کے ذریعے بھی متعدد بیماریاں لاحق ہوسکتی ہیں۔ بچے کی اپنی صحت سے قطع نظر دودھ پلانے والی عورتوں کے یہاں بچوں کی پیدائش کے درمیان ایک قدرتی وقفہ پیدا ہوتا ہے۔

وہ ننھی چڑیا جو نیک کام کرتی ہے

آمنہ شوکت

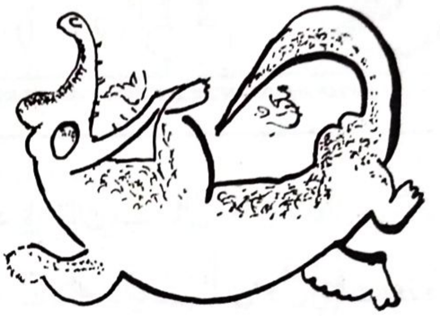

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی بڑے دریا میں ایک مگرمچھ رہتا تھا۔ وہ بے حد ڈراؤنا تھا۔ سب سے ڈراؤنی بات یہ تھی کہ وہ کبھی اپنے دانت نہیں **صاف کرتا تھا**، نہ کھانے سے پہلے برش کرتا اور نہ کھانے کے بعد۔

پھر ایک دن اس کے دانتوں میں درد ہوا تو کون سی تعجب کی بات تھی۔ افوہ کیسا ڈراؤنا درد؟ ویسے سچ بات تو یہ ہے کہ درد تو ایک ہی دانت میں تھا لیکن مگرمچھ کو ایسا لگ رہا تھا جیسے پورا جبڑا درد میں جکڑ گیا ہے۔ جیسے کوئی دانتوں میں پیچ کس رہا ہے، جیسے چھریوں سے کاٹا جا رہا ہے، سوئیاں چبھوئی جا رہی ہیں۔ زیادہ تکلیف کی بات یہ تھی کہ اس سے ہمدردی کرنے والا کوئی نہ تھا کیونکہ وہ تو تھا ایک ڈراؤنا مگرمچھ۔ نہ جانے کتنے جانوروں کو اس نے ستایا تھا اور میٹھی بات تو کسی سے بھی نہیں کی تھی۔

اب وہ بیٹھا چیخ رہا تھا۔ ہائے، ہائے، ارے ارے میرا دانت بیچارہ، ہائے ہائے۔ مگر سب جانور اس کی حالت دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کہ اچھا ہوا۔ چڑیاں خوب خوشی کا اظہار کر رہی تھیں مارے خوشی کے ناچ رہی تھیں۔ بندروں نے تو بے چارے مگرمچھ پر پتھر اور مٹی بھی پھینکی اور چڑیاں تو بہت ہی خوش تھیں۔ مگر ایک ننھی سی سفید کالی چتکبری چڑیا تھی تاری، وہ بہت پریشان ہوئی۔ چوں چاں کر کے بولی، تم لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ یہ سن کر سب چڑیاں چپ ہو گئیں اور اتنا سناٹا ہو گیا کہ مگرمچھ کے کراہنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

ایک بندر بولا، واہ، ہمیں کیوں شرم آئے؟ سب مل کر بے چارے مگرمچھ پر ہنس رہے تھے۔ تاری چڑیا بولی۔ اس کے دانت میں درد ہے، اسے بہت تکلیف ہے۔

مگرمچھ کے اس لئے درد ہے کہ اس نے کبھی دانت نہیں **صاف کئے**، برش نہیں کیا۔ چڑیا نے کہا۔ مگرمچھ نے کراہتے ہوئے جواب دیا لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ دانتوں کو بھی برش کرنا چاہئے۔ اگر تمہیں خبر ہوتی تو تم کیا کرتے؟ تاری چڑیا نے پوچھا۔

مگرمچھ نے ہوں ہوں کر کے کہا **کچھ بھی** نہیں کر سکتا تھا۔ بھلا اس قدر چھوٹے چھوٹے پنجوں سے میں کیسے برش کر سکتا ہوں؟

ہاں یہ تو ٹھیک ہے لیکن مان لو کہ کر سکتے تو کیا کرتے؟ تاری چڑیا پوچھنے لگی۔

مگرمچھ بولا۔ میں صاف ستھرا مگرمچھ ہوں۔ روز نہاتا ہوں ویسے یہ کہ دریا میں رہنے والوں کے لئے یہ کوئی خاص کام نہیں ہے۔ اس نے خاکساری کے ساتھ کہا۔

پھر تاری چڑیا نے ایک ایسا کام کیا جس پر سب کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ وہ سیدھی اڑ کر مگرمچھ کے ڈراؤنے جبڑے کے پاس جا بیٹھی اور بولی! جبڑے کھولو۔

مگرمچھ نے فوراً اس کا حکم مانتے ہوئے جبڑے کھول دیئے۔ پھر سب نے سانس روک لی بلکہ جب تاری چڑیا پھدکتی ہوئی مگرمچھ کے منہ میں گھس گئی تو کچھ جانوروں نے ڈر کے مارے آنکھیں بند کر لیں۔

تاری چڑیا بولی۔ اچھا اب دیکھو جبڑے بند نہ کرنا ورنہ کچھ کام نہ بن پائے گا۔ مگرمچھ نے اپنا منہ اور زیادہ کھول دیا۔

ایک منٹ بعد تاری چڑیا بولی۔ افوہ کس قدر گڑبڑ ہے، یہ تم نے یہاں کیا کوڑا کرکٹ اکٹھا کر رکھا ہے یہ تو منہ نہیں، یہ تو...... وہ کہنے والی تھی کہ یہ تو غلاظت کا ڈھیر ہے۔ مگر پھر کچھ سوچ کر نہیں کہا کہیں مگرمچھ برا نہ مان جائے۔

پھر تاری چڑیا بولی۔ اچھا خیر ابھی ہم لوگ یہاں صفائی کر کے سب ٹھیک ٹھاک کئے دیتے ہیں وہ کام میں جت گئی۔

سب حیران ہو کر تاری چڑیا کو تکتے رہے۔ وہ اپنی چونچ سے کھٹ کھٹ کرتی مگرمچھ کے ایک دانت سے دوسرے پر پھدکتی رہی اور پھر بڑے مزے سے بولی۔ اچھا تو یہ رہا وہ خراب دانت ابھی نکالتے ہیں پلک جھپکتے میں۔ بھئی ذرا سی تکلیف تو ہو گی۔ ایک دو تین...... لو یہ نکل آیا۔

مگر مچھ نے بس اتنا ہی کہا۔ او...... اوٗ تاری نے بھی کہا۔ او...... او۔ پھر بولی دیکھو اس کے نیچے ایک اور دانت نکل رہا تھا۔ واہ یہ تو بڑی دلچسپ بات ہوئی۔

ہم مگرمچھوں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ مگرمچھ اترایا۔ پانچ منٹ میں سب ٹھیک ٹھاک ہو گیا سب ہی جانوروں اور چڑیوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ تاری چڑیا مگرمچھ کے منہ سے صحیح سلامت نکل آئی۔ مگر انہیں اور زیادہ حیرت تو تب ہوئی جب مگرمچھ بولا۔ پیاری چڑیا تمہارا بہت بہت شکریہ۔ اب تو میں پہلے سے بہت اچھا ہوں۔

پھر بندر۔۔ اور دوسرے جانور سب مل کر تالیاں بجانے لگے۔ چڑیاں گانے لگیں۔

پیارے بچو! آپ نے کہانی میں پڑھا کہ دانت صاف کرنا کتنا ضروری ہے۔ ویسے بھی صفائی نصف ایمان ہے۔ ہم سب کو پاک صاف رہنا چاہیئے۔

☆☆☆

لطائف

ضوریز اختر

دیہاتی (شہری دوست سے دوران گفتگو) تم لوگ اپنے باپ کو پاپا کہتے ہو؟

شہری۔ تم کیوں حیران ہو رہے ہو!

دیہاتی۔ اس لئے کہ ہم تو ہر صبح ناشتے میں چائے کے ساتھ تین چار پاپے (رس) کھا جاتے ہیں۔

(عفیفہ حمید سیٹھی۔ جڑانوالہ)

اعلان ہوا آج سرکس میں داخلہ مفت ہے۔ یہ سنتے ہی لوگوں کی بڑی تعداد سرکس میں داخل ہو گئی۔ پروگرام ختم ہوا تو سرکس کے منیجر نے باہر والا گیٹ بند کر دیا اور اعلان کیا' سرکس دیکھنے کا کوئی پیسہ نہیں البتہ باہر جانے کا ٹکٹ تین روپے ہے۔

(محمد ارشد گگو منڈی)

ایک شخص بہت دیر تک موٹروں کی دکان میں ایک کار کا معائنہ کرتا رہا مگر کسی فیصلے پر نہ پہنچ سکا۔ لہٰذا واپس چلا گیا۔ اگلے روز پھر آیا اور آتے ہی کار خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ دکان کا سیلز مین۔۔ دل میں اپنی لیاقت پر بہت خوش ہوا کہ آخر اس نے ایک گاہک کو پھانس ہی لیا ہے۔ سیلز مین نے چہکتے ہوئے پوچھا۔ جناب یہ بتائیے کہ آخر وہ کون سی چیز ہے جس نے آپ کو کار خریدنے پر مجبور کیا؟ گاہک نے بے دلی سے جواب دیا۔ میری بیوی۔

(صفدر رحمن چک نمبر ۳۴)

ایک چوہا شیروانی پہنے' کاجل لگائے' دم چمکائے' اکڑ کر چلا جا رہا تھا ایک دوست نے پوچھا۔ یار کیا بات ہے! بہت چمک رہے ہو؟

چوہے نے کہا۔ دراصل شیر کی بیٹی اغوا ہو گئی ہے اور پولیس نے مجھ پر شک کیا ہے۔

(عابدہ چمن چک ۳۴ شمالی سرگودھا)

موٹے اور پتلے آدمی کی لڑائی ہو گئی۔

موٹے نے غصے سے کہا میں تمہیں ایک ٹانگ رسید کروں گا۔ تم پانچ فٹ دور چلے جاؤ گے۔

پتلے نے جواب دیا کہ کیا میرے پاس ٹانگ نہیں۔

موٹے نے کہا کیا تم مجھے ٹانگ مارو گے؟

نہیں میں بھاگ جاؤں گا۔ دُبلے آدمی نے جواب دیا

(محمد ناصر)

ابا جان راجو سے۔ بیٹے بتاؤ تین اور تین کتنے ہوتے ہیں۔

راجو۔ ابا جان چھ۔

ابا جان۔ شاباش یہ لو انعام چھ ٹافیاں۔

راجو۔ افسوس مجھے پتہ ہوتا کہ آپ نے ٹافیاں دینی ہیں تو میں تینتیس بتاتا۔

(ماریہ آفندی)

زبیدہ اور **بکرے** کا جھگڑا ہو گیا۔

زبیدہ نے **بکرے** کو نیچے گرا دیا اور چلانے لگا "بچاؤ بچاؤ"

قریب سے گزرتے ہوئے لوگوں نے اس سے پوچھا تم نے اسے نیچے گرایا ہوا ہے پھر کیوں کہتے ہو کہ بچاؤ؟ وہ کہنے لگا میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جب یہ اٹھے گا تو میرا کیا بنے گا!

(صہیب انور لاہور)

☆☆☆

کوپن

خریداری نمبر ____

پاک جمہوریت لیگ ______ پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵

نام اور پتہ ______

جماعت ______ مشغلے ______

فرمانِ قائدؒ

مجھے امید ہے کہ آپ میں سے ہر ایک اپنا اپنا دائرۂ عمل اور اپنی اپنی ذمہ داری سے آگاہ ہوگا۔ مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ ایک دوسرے سے مکمل تعاون اور ہم آہنگی کے ساتھ کام کیجئے، ذہن میں یہ رکھتے ہوئے کہ آپ نے اپنے اپنے دائرہ عمل کی حدود میں رہنا ہے۔ اگر آپ اپنی جگہ عزم صمیم اور جوش وخروش سے آغاز کار کریں تو مجھے امید ہے کہ انہیں **(سیاستدانوں کو)** ... بھی احساس ہو جائے گا کہ اس محکمے یا اُس محکمے، اِس افسر یا اُس افسر پر اپنا اثر ورسوخ ڈال کر وہ ایک بہت بڑی بدی کی عمارت کھڑی کر رہے ہیں اور سرکاری ملازمتوں کا اخلاق خراب کر رہے ہیں۔ اگر آپ اپنی جگہ ارادے کے ساتھ ڈٹے رہے تو آپ اپنی قوم کی زبردست خدمت سرانجام دیں گے۔

مجھے معلوم ہے کہ سرکاری ملازمین پر دباؤ ڈالنا اور رسوخ جمانا سیاستدانوں اور سیاسی جماعتوں کے سربرآوردہ لوگوں کی ایک عام بیماری ہے لیکن مجھے امید ہے کہ آج سے آپ میری اس عاجزانہ نصیحت کے مطابق عمل کرنے کا ارادہ اور عہد کرلیں گے۔

(افسران حکومت سے خطاب)

پشاور ۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء

☆☆☆

ہماری دستاویزی فلمیں

نمبر شمار	نام	دورانیہ
-1	علامہ اقبال 35MM/VHS (بلیک اینڈ وائٹ)	20منٹ
-2	آرکیٹیکچر اِن پاکستان 35MM/VHS	20منٹ
-3	آرٹ اِن پاکستان (انگلش) 35MM/VHS (بلیک اینڈ وائٹ)	30منٹ
-4	برتھ آف پاکستان (انگلش) 35MM/VHS (بلیک اینڈ وائٹ)	30منٹ
-5	کلچرل ہیری ٹیج آف پاکستان (اُردو) 35MM/Betacam	20منٹ
-6	چلڈرن آف پاکستان 35MM/VHS/U.Matic	20منٹ
-7	کری ایٹو ہینڈز (انگلش) 35 MM/U.Matic	30منٹ
-8	گندھارا آرٹ (انگلش) 35MM/U.Matic	20منٹ
-9	گریٹ ماؤنٹین پاسز ان پاکستان (انگلش) 35MM	20منٹ
-10	گرین ٹرٹل اِن پاکستان (اردو، انگلش) 35MM/U.Matic/VHS	10منٹ
-11	جرنی تھرو پاکستان (اردو/انگلش) 23MM	20منٹ
-12	لیکس اِن پاکستان (اردو) 35MM	30منٹ
-13	ماؤنٹینز آف پاکستان (اردو) 35MM/VHS	20منٹ
-14	موہن جوڈرو (انگلش) 35MM	20منٹ
-15	مائنارٹیز اِن پاکستان (انگلش/اردو) 35MM/UHS/U.Matic	20منٹ
-16	میریج کسٹمز 35MM/VHS	20منٹ
-17	وائیلڈ لائف اِن پاکستان (اُردو) 35MM	30منٹ
-18	مرزا غالب (اُردو) 35MM/VHS	80منٹ
-19	پاکستان، پاسٹ اینڈ پریذنٹ (انگلش) 35MM/VHS	30منٹ
-20	پاکستان، اے پورٹریٹ (انگلش)VHS/ UMatic /35MM	30منٹ
-21	کارپٹس (اردو) 35MM	20منٹ
-22	پی ایم اے کاکول (اردو) 35MM/U.Matic	30منٹ
-23	پاکستان پینوراما (اردو، انگلش، عربی) U.Matic/35MM	20منٹ
-24	ویلی آف سوات (اُردو) 35MM	20منٹ
-25	پاکستان سٹوری (اردو) VHS/ 35MM	70منٹ
-26	پاکستان، لینڈ اینڈ اِٹس پیپلز (انگلش)35MM	30منٹ
-27	پاکستان، پرامزنگ لینڈ (انگلش) 35MM/U.Matic	50منٹ
-28	قائداعظم (اُردو) 35MM VHS	30منٹ
-29	سوہنی دھرتی۔ پاکستان (انگلش) 35MM/ VHS اور U.Matic	30منٹ
-30	سینک بیوٹی آف پاکستان (اردو) 35MM	20منٹ
-31	دی انڈس ری ور (اُردو) 35MM	20منٹ
-32	انڈسٹریل گروتھ آف پاکستان 35MM	20منٹ
-33	ناردرن ایریاز (انگلش) 35MM	30منٹ
-34	جیم اینڈ جیولری (انگلش) 35MM/VHS /U.Matic	20منٹ

رابطہ برائے خریداری

مینیجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف فلمز اینڈ پبلی کیشنز بی۔ الیف بلڈنگ زیرو پوائنٹ، اسلام آباد۔ پاکستان فون:- 051-9202776 فیکس:- 051-9206828

ہماری مطبوعات

نمبر شمار	مطبوعات	زبان	قیمت پاکستانی روپے	قیمت امریکی ڈالر
1	قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (مجلد)	انگریزی	150/=	$-05
2	قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	انگریزی	95/=	$-04
3	قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	اردو	95/=	$-04
4	قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء مجلد	انگریزی	425/=	$-17
5	قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء پیپر بیک	انگریزی	350/=	$-17
6	اقوالِ قائدؒ (مجلد/پیپر بیک)	انگریزی	50/=	$-03
7	جناحؒ اور ان کا دور (از: عزیز بیگ)	انگریزی	250/=	$-10
8	پاکستان۔فرام ماؤنٹینز ٹو سی (از: محمد امین/ڈنکن ویلانس گراہم ہینکاک)	انگریزی	650/=	$-20
9	پاکستان۔چینی مصوروں کی نظر میں۔(ین ینگ اینڈ ژوہو)	انگریزی، عربی فرانسیسی، چینی	500/=	$-20
10	پاکستان ہینڈی کرافٹس	انگریزی	100/=	$-04
11	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 1997ء (مجلد)	انگریزی	450/=	$-17
12	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 1997ء (پیپر بیک)	انگریزی	400/=	$-15
13	مسلم آرٹ اینڈ ہیریٹیج آف پاکستان (از: ڈاکٹر احمد نبی خان)	انگریزی	100/=	$-04
14	گندھارا آرٹ ان پاکستان (از: ڈاکٹر اے ایچ دانی)	انگریزی	100/=	$-04
15	وحدتِ افکار (علاقائی شاعری سے انتخاب)	اردو	100/=	$-04
16	اسلامی معاشرتی اقدار	اردو	15/=	$-01
17	پاکستان پکٹوریل (دو ماہی)	انگریزی	40/= فی شمارہ 200/= سالانہ	$-35 سالانہ
18	المصورہ (دو ماہی)	عربی	40/= فی شمارہ 200/= سالانہ	$-35 سالانہ
19	سروش	فارسی	15/= فی شمارہ 150/= سالانہ	$-20 سالانہ
20	ماہِ نو (ماہنامہ)	اردو	15/= فی شمارہ 150/= سالانہ	$-20 سالانہ

رابطہ برائے خریداری

مینیجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف فلمز اینڈ پبلی کیشنز بی۔الیف بلڈنگ زیرو پوائنٹ' اسلام آباد۔پاکستان فون:-051-9202776 فیکس:-051-9206828